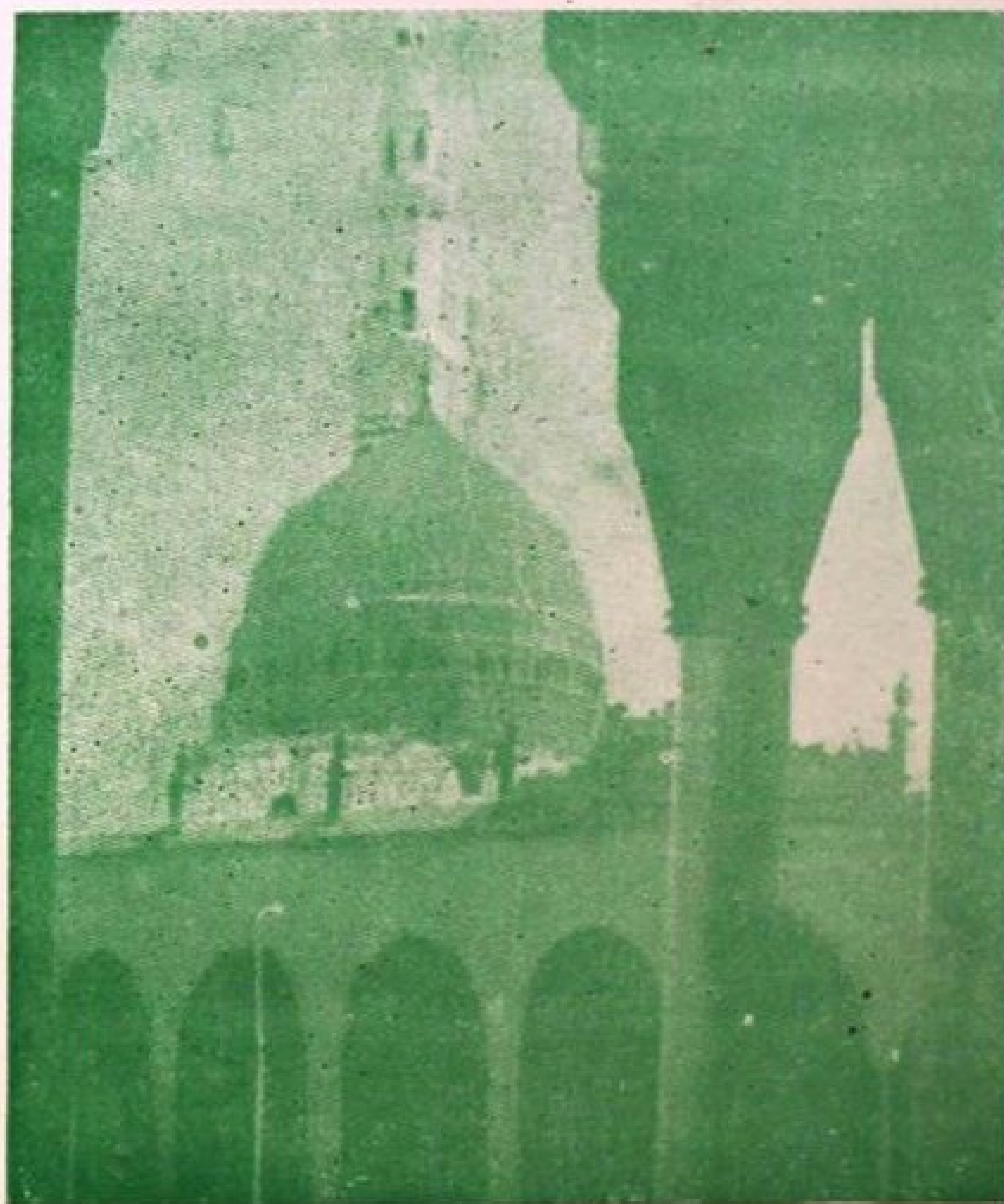
خوشبوئے درد

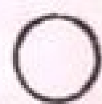
نعتیہ کلام



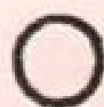
مرزا شکور بیگ

خوشبوئے درد

Donated By
Dr. RASHEED MOOSAVI



مرزا نے دل کا درد بھرا ہے کلام میں
بے درد شاعری میں یہ لطفِ سخن کہاں



مرزا اشکور بیگ مرزا

جملہ حقوق بحق بزم عثمانیہ جدہ محفوظ ہیں

تاریخ و سنِ اشاعت : یکم جولائی ۱۹۹۳ء

تعدادِ اشاعت : یک۵ہزار

کتابت : مسعود انور

طباعت : اعجاز پرنٹنگ پریس، چھتہ بازار۔ حیدرآباد ۲

طباعت سرورق : اعجاز پرنٹنگ پریس، چھتہ بازار۔ حیدرآباد ۲

ناشر : بزمِ عثمانیہ، جدہ۔ سعودی عرب

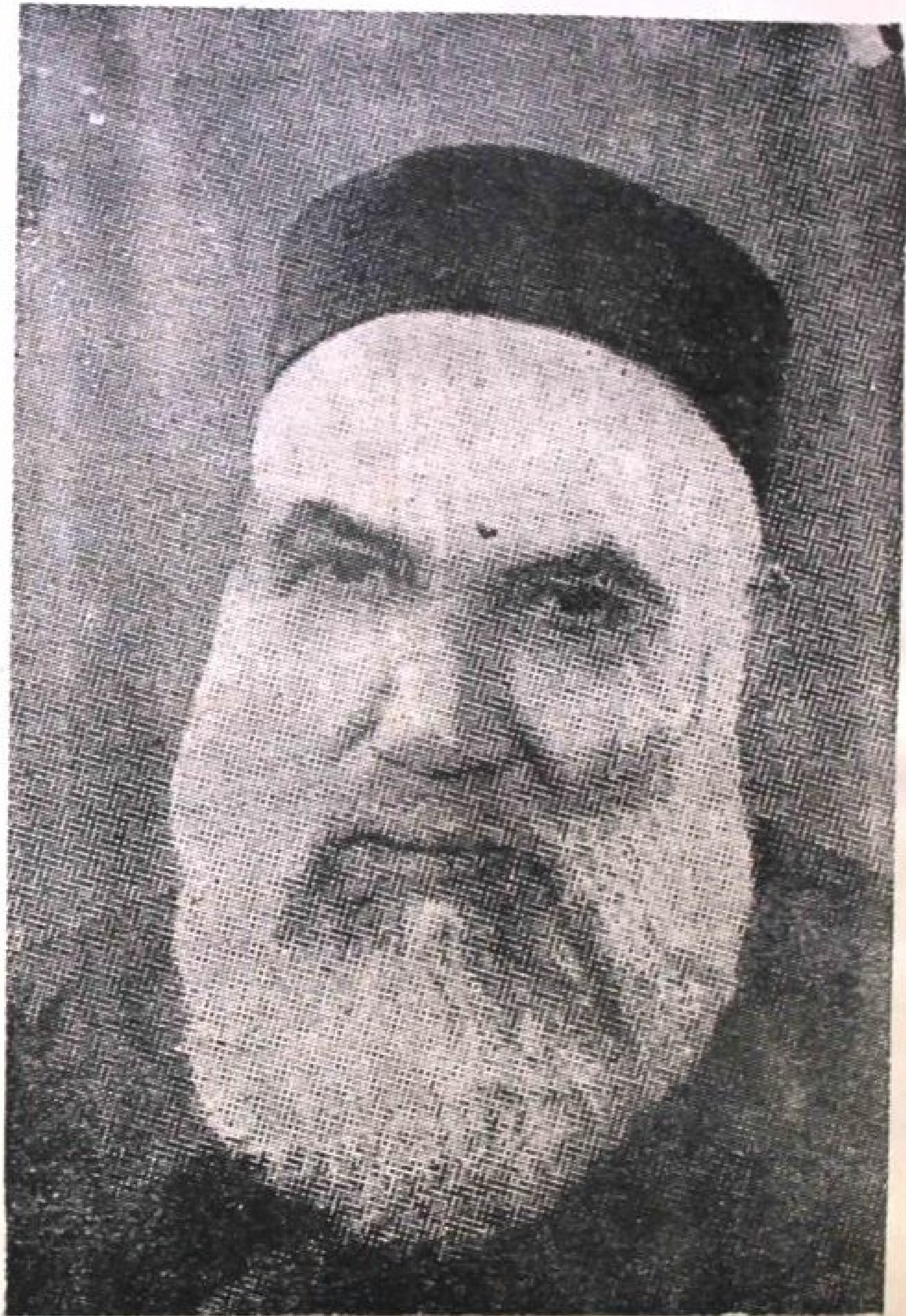
زیرِ نگرانی : عارف قریشی، جنرل سکریٹری و بانی بزمِ عثمانیہ، جدہ

ترتیب و تزئین : صلاح الدین نیر

قیمت : مفت (مصنف کیلئے دعائے خیر کیجیے)



Donated By
Dr. RASHEED MOOSAVI



مرزا شکور بیگ

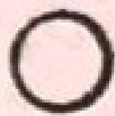
ضعیفی ہر جگہ محسوس ہوتی ہے مگر مرزا
مدینہ میں طبیعت کچھ جواں معلوم ہوتی ہے

Dr. Rasheed Moosavi

ترتیب وتزئین

معروضۂ ادب

سلام بارگاہ رسالتِ مآب میں



عرضِ حال

جاننے والوں کو حیرت ہے کہ طنز و مزاح کا شاعر نعت گو کیسے بن گیا۔ یہ میرے مرشد کی دُعا کی برکت ہے۔

میں نہ اُردو ادب کا طالب علم رہا نہ فنِ عروض سے واقف ہوں۔ ایک فطری انداز سے الفاظ کو جوڑ کر "کلامِ موزوں" بنا دیتا ہوں۔ اس خود رو شاعری میں فنی غلطیوں کا ہونا تعجب کی بات نہیں۔ میں اِن غلطیوں سے ناواقف ہوں، اس لئے قابلِ معافی ہوں۔ مگر اِس کلام میں میرا خلوص، میری محبت اور میرے آنسو شامل ہیں۔ تاثیر خدا کی دین ہے۔ اِسے وسیلۂ نجات سمجھتا ہوں۔ جن کے ہاتھوں میں یہ کلام پہنچے اِن سے اِستدعا ہے کہ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ خصوصاً یہ دُعا فرمائیں کہ میری زندگی کا ٹمٹماتا چراغ مدینہ منورہ میں گُل ہو جائے اور جنت البقیع میں دفن کی عزت نصیب ہو۔

جدّہ کے قدر دانوں نے اِس کلام کے چھپوانے کا تصفیہ کیا۔ اسے اکٹھا کرنے میں دیر لگی۔ میں عمر کی زیادتی کی وجہ سے لکھنے پڑھنے کے کام سے معذور سا ہو گیا ہوں۔ بعض احباب کی مدد سے یہ کام بھی ہو گیا۔ رسمی شکریہ کی بجائے میں اُنھیں دل سے دُعا دے رہا ہوں۔

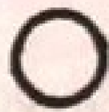
جناب عارف قریشی اور اُن کے شرکائے کار جدّہ میں اُردو کا چراغ

جلائے ہوئے ہیں۔ وہی اِس کلام کو طبع کروائیں گے۔ میں نے اِس مجموعۂ کا نام "خوشبوئے درد" رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِسے شرفِ قبول عطا فرمائے۔ جن اصحاب نے اِس مجموعہ کی طباعت میں جو جو خدمت انجام دی ہے، اللہ تعالیٰ انھیں اِس کا اجر عطا فرمائے۔ آمین

خاکپائے سگِ طیبہ

مرزا شکور بیگ مرزاؔ

احمد منزل۔ سیف آباد
۱۱۔ ۲۔ ۲۰، حیدرآباد۔ نمبر ۴
اے۔ پی
فون نمبر۔ ۳۳۷۱۷



اِرشاداتِ عالیہ

حضرت الحاج مولٰنا ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ صاحب نقشبندی وقادری (رحمۃ اللہ علیہ)

مرزا شکور بیگ صاحب نے اپنے سفرِ حج و زیارت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعتوں کا جو مجموعہ تیار کیا ہے، وہ الحمد للہ خاص و عام میں بہت مقبول ہوا ہے، اب اس کی دوبارہ اشاعت ہو رہی ہے جو مقبولیت کی دلیل ہے۔

نعت شریف میں جو والہانہ عقیدت اور دردمندانہ جذبات ہیں، ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھیں بفضلہ تعالیٰ مقامِ محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا عرفان حاصل ہو رہا ہے اور یہ وہ نعمت ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ سرمایۂ دارین بنے گی۔ یہ شرف صرف خاص خاص خوش تقدیروں ہی کے نصیب میں آتا ہے۔ جو صدقہ ہے شاہِ مدینہ سے محبت کا۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ ط

ابوالحسنات سید عبداللہ کان اللہ لہٗ
حسینی علم۔ حیدرآباد

۱۱ر محرم الحرام ۱۳۸۲ھ
۱۴ر جون ۱۹۶۲ء پنجشنبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

تعارف بزمِ عثمانیہ جدّہ

اُردو کے ایک خادم کی حیثیت سے بہ اصرار مجھ سے یہ خواہش کی گئی ہے کہ میں بزمِ عثمانیہ جدّہ کا تعارف کراؤں۔ بزمِ عثمانیہ جدّہ کا رشتہ جامعہ عثمانیہ (حیدرآباد دکن) سے جا ملتا ہے جس کو دانشورانِ علم و ادب نے برسہا برس خون پسینہ ایک کر کے پروان چڑھایا اور اُردو کو جو ہماری بلا تخصیص مذہب و ملت مقبول ترین عوامی زبان ہے، ذریعۂ تعلیم بنایا اور ایک تہائی صدی تک انتہائی کامیابی کے ساتھ چلا کر ہر طرح سے ثابت کر دکھایا کہ پہلا اور جراُت مندانہ انقلابی تجربہ ہے۔ حق تو یہ ہے کہ اُردو ہماری مشترکہ قومی و ملی زبان ہے۔ یہ بھی کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ اُردو اپنی انتہائی کم عمری اور بے بضاعتی کے باوجود دنیا کی بڑی اور قدیم زبانوں کی صف میں اپنا شاندار مقام بنا چکی ہے۔ بیرونی ممالک کی جامعات میں اُردو کے شعبے قائم ہوتے جا رہے ہیں۔ اگر ملک کی آزادی کے ساتھ ہی اُردو کو جائز مقام حاصل ہو جاتا تو نہ جانے وہ کہاں سے کہاں پہنچ جاتی۔

جدّہ میں جامعہ عثمانیہ کے فارغ التحصیل طلبا کی کثیر تعداد مقیم ہے جنھوں نے اواخر ۱۹۸۶ء میں بزمِ عثمانیہ جدہ کی بنا ڈالی جس کے موزوں ترین صدر ضیاء الدین نیّر اور متحرک معتمد عارف قریشی ہیں۔ انہیں مخلص اور فعال اراکین کا کامل تعاون حاصل ہے۔

بزمِ عثمانیہ جدہ کے اہم اغراض و مقاصد میں اُخوت و محبت کے ساتھ یادگار

ادبی، علمی، تعمیری، سماجی، اصلاحی، معاشرتی اور ثقافتی محفلوں کا انعقاد اور مشاعروں کا اہتمام کرنا ہے جو بڑی حسن و خوبی سے انجام پاتے ہیں۔ ایسی تقاریب کے انعقاد کے سلسلے میں عارف قریشی اپنے آپ کو وقف کردیتے ہیں۔ بزم عثمانیہ اپنی محدود گنجائش کے باوجود اپنے وطن عزیز کے مستحق غریب طلبار اور دیگر ضرورت مندوں کو بھی بلا امتیاز مذہب و ملت مالی امداد بہم پہنچاتی رہتی ہے۔ جدہ میں ماشاءاللہ اور بھی انجمنیں ہیں جو اچھے کام کررہی ہیں۔ اِن انجمنوں کے ذمہ داروں سے میری مخلصانہ گذارش ہے کہ اُردو کی ترقی کے لئے (بشمولِ مدرسہ) متفقہ طور پر ٹھوس اقدام اُٹھائیں جو وقت کی اہم ضرورت ہے۔

بزمِ عثمانیہ جدہ کے دیگر کارہائے نمایاں میں شاندار جشن چارسو سالہ منعقدہ بمقام حارتی ہوٹل جدہ، اور اعلیٰ پیمانے کے کئی مشاعرے شامل ہیں جس میں مقامی اور ہندوستان کے چوٹی کے نامور شعرار نے بڑے خلوص و محبت سے حصہ لیا۔ اُردو اَدب کی مفید کتابوں کی اشاعت بھی بزم کے اہم مقاصد میں شامل ہے۔ جنابِ فخر حیدرآباد کے مایۂ ناز عثمانین ڈاکٹر حسن الدین احمد (آئی اے ایس) کی کتاب "سازِ مغرب" کو بزمِ عثمانیہ جدہ نے سال گذشتہ شائع کرواکے رسم اجرائی کا شرف حاصل کیا اور الحمدللہ اب بزم کی جانب سے عاشقِ رسولِ اللہ صلعم محترم الحاج مرزا شکور بیگ صاحب جو جامعہ عثمانیہ کے قدیم قابلِ فخر طیلسان بھی ہیں اور جنھیں اللہ تعالیٰ نے گذشتہ ربع قرن سے زائد عرصے سے باوجود پیرانہ سالی ہر سال بلا ناغہ حرمین شریفین کی حاضری سے سرفراز فرمایا ہے۔ ایسے بزرگ و محترم شخصیت کی نعتوں کا یہ نادر مجموعہ "خوشبوئے درد" شائع ہورہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ محترم مرزا شکور بیگ صاحب کو تا دیر صحت و عافیت کے ساتھ سلامت رکھے۔ اور ہم سب کو نیک توفیق سے سرفراز فرمائے۔ وآخر الدعوان عن الحمد للہ رب العالمین۔

سعید بن محسن باغزال
بی۔ کام، ال ال بی (عثمانیہ)
منزل باغزال۔ ص ب: 16886
جدّہ۔ سعودی عربیہ

۹؍ جون ۱۹۹۳ء
۱۹؍ ذی الحجہ ۱۴۱۳ھ



پیشِ لفظ

وہ ۱۲ر اپریل ۱۹۹۲ء کی ایک سہانی شام تھی جب مجھے محترمی جناب مرزا شکور بیگ صاحب سے چوتھی بار ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا۔ سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت سے انھیں والہانہ عشق ہے اور یہی عشق ان کو کشاں کشاں ہر سال مدینہ طیبہؐ کی حاضری کیلئے کھینچ لاتا ہے۔ اس ملاقات میں میرے ہمراہ جدہ کی بزرگ و قابلِ قدر شخصیت نامور شاعر مولانا فرید الوحیدی صاحب جناب سعید محسن باغ۔ال صاحب سرپرست بزم عثمانیہ جدہ، اور جناب سید محی الدین عظمت نائب صدر بزم عثمانیہ جدہ بھی تھے۔

ملاقات کی غرض و غایت محترم مرزا شکور بیگ صاحب سے ان ہی کی زبانی ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنا تھی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ۱۵ر ستمبر ۱۹۰۷ء کو شہر حیدرآباد (دکن) کے ایک معروف محلے فتح دروازہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ۳۲/۱۹۳۳ء میں عظیم درس گاہ جامعہ عثمانیہ سے بی اے میں کامیاب ہوئے اور بعد میں ۳۵/۱۹۳۴ء میں ایل ایل بی میں امتیازی کامیابی حاصل کی اور ورنگل منتقل ہوگئے۔ عرصہ پچیس سال تک ورنگل ہی میں سکونت اختیار کی اور وکالت کے پیشہ میں خاصا نام کمایا۔

۱۹۵۲ء میں کانگریس کی جانب سے انتخابات میں حصہ لیا اور پہلے انتخاب

ہی میں عوام کی اکثریت نے ان کے حق میں ووٹ ڈال کر ان کو کامیاب بنایا۔ دوسرے انتخابات میں بھی شاندار کامیابی آپ کے حصے میں آئی۔ اس طرح عرصہ دس سال تک آپ اسمبلی کے رکن رہے۔

۱۹۶۰ء میں ذالک فضل اللہ جناب مرزا شکور بیگ صاحب کو حج بیت اللہ سے شرف یابی نصیب ہوئی۔ پھر عرصہ پانچ سال تک آپ نے کوئی حج ادا نہیں کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس کرم نوازی کے قربان کہ ۱۹۶۷ء سے اب تک ہر سال متواتر آپ حج بیت اللہ سے شرف یاب ہو رہے ہیں۔ یہ گویا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے ساختہ محبت کا کرشمہ ہے۔ بقول مرزا صاحب کے ؎

میں جھوٹ نہ بولوں گا مُلّا کے ڈرانے سے
جاتا ہوں مدینہ کو میں حج کے بہانے سے

محترم مرزا شکور بیگ صاحب ایک ولی صفت، صاحبِ دل، شیدائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عاشقِ حبیبِ خداؐ ہیں۔ سرکار دوعالمؐ کی ذاتِ مقدس سے آپ کی عقیدت اور وارفتگی آپ کے اشعار میں دیدۂ بینا ہی کو نظر آئیگی ؎

یوں مدینے میں آئے مستانے
شمعِ روشن پہ جیسے پروانے

اور

ہر بڑے نے بڑا کہا ہے انھیں
ہیں وہ کتنے بڑے خدا جانے

محترم مرزا شکور بیگ صاحب کے دل میں دہکتی ہوئی عشقِ محمدیؐ کی یہ

آگ، دینی اخلاص کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دراصل ان کے قابلِ فخر اساتذہ مولانا مناظر احسن گیلانی، مولانا الیاس برنی، مولانا عبدالقدیر حسرت صدیقی جیسے مرحومین و مغفورین کی پاکیزہ تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہے۔ یہ سلسلہ عثمانیہ یونیورسٹی سے متعلق دیگر اساتذۂ کرام نے بھی جاری رکھا، جس کے سبب حضور سرورِ کونین ؐ سے آپ کی عقیدت اور وارفتگی کا رنگ مزید نکھر گیا ہے۔

آپ کے دل کے اتھاہ گہرے سمندر سے محبت رسول اللہ علیہ وسلم کے جو موتی اوراق پر دمک رہے ہیں اُن کو ضروری ہے کہ قاری بہ چشمِ عقیدت و ارادت مطالعہ کرے اور اپنے دامانِ سماعت کو تجلیوں کے ستاروں سے مزین کرے۔ ملاحظہ فرمائیے ؎

چھوٹا درِ حبیب ؐ تو محسوس یوں ہوا
جنت ہمارے ہاتھ میں آکر چلی گئی

اِس بزم میں حاضر تھے فرزانے ہی فرزانے
پر اُس نے جسے چاہا دیوانہ بنا ڈالا

عاشقِ رسول ؐ مرزا شکور بیگ صاحب کی نعتیہ شاعری سادگی و پُرکاری سے عبارت ہے۔ الفاظ اپنے جاہ و جلال سے دور اور تخیل، انشاپردازی سے پرے ان کے ہر شعر میں کمال ہی کمال نظر آتا ہے۔ وہ پوری طرح قاری کو ایک والہانہ کیفیت سے سحر میں غرق کر دیتے ہیں اور تاثیر کا یہ عالم ہے کہ پڑھنے والا اپنے جذبات پر قابو نہیں پاتا اور بے اختیار لبوں پر واہ واہ کے الفاظ در آتے ہیں۔

اس سچائی کو وہ یوں بیان فرماتے ہیں ؎

اشعار میں تاثیر کا یہ راز ہے مرزاؔ

ورزش یہ دماغی نہیں یہ دل کی لگی ہے

گویا بقول مرزاؔ صاحب ان کی شاعری دماغی ورزش کا تقاضہ نہیں کرتی بلکہ یہ دل کی لگی ہے جو قلم کے توسط سے اوراق پر جا بجا بکھر گئی ہے۔

نعت گوئی اللہ تعالیٰ کی سنت ہے اور نعت قلم بند کرنے والے اور سننے والے کی عزت و حرمت کو بڑھانا سنتِ رسولؐ مقبول ہے۔ چنانچہ سردارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابتؓ کو منبر پر بٹھا کر نعت سماعت فرماتے اور آپ کو جنت کی بشارت دیتے تھے۔

نعت گوئی یوں بھی حدِ ادب سے تجاوز کرنے نہیں دیتی۔ ایک جانب شریعت ہے تو دوسری جانب جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر۔ ان دونوں منزلوں سے جو لوگ کامیابی سے عہدہ برآ ہو جاتے ہیں وہ ایک باریک بین شاعر کے طور پر قاری سے داد و تحسین طلب کرتے ہیں۔

محترم مرزا شکور بیگ صاحب کی آواز گو کہ ضعیفی کی جانب مائل ہے مگر سوز و گداز سے بھری ہوئی ہے، ان سے ملاقات کیجئے تو محسوس ہوگا کہ مدینہ منورہ ان کے قلب و نظر میں بسا ہوا ہے۔

خوشی نہیں ہے مگر آرزو ہے جینے کی

زہے نصیب زیارت ہو پھر مدینے کی

میں محترم و مکرم مرزا شکور بیگ صاحب کا قلب کی گہرائیوں سے ممنون

ومشکور ہوں کہ انھوں نے بزم عثمانیہ جدہ، کو اس مقدس و متبرک مجموعہ کی اشاعت کا اہل جانا اور یہ سرفرازی ہم خستہ جان اور گناہ گاروں کے حصہ میں آئی کہ نعتوں کے اس بابرکت مجموعہ کو آپ کی ذوقِ طبع کے لئے بہ عجز و انکسار پیش کریں۔

وسائل کی کمی، اور گوناگوں مسائل بظاہر موجود تھے مگر اس نیک کام میں جن احباب نے قدم بہ قدم ہمارے حوصلوں کو جِلا بخشی اِن میں بطورِ خاص محبّی و محترم صلاح الدین نیّر صاحب سرِفہرست ہیں جن کی بے لوث سعیٔ پیہم کے نتیجہ کے طور پر آج یہ ارفع منصوبہ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ کتابت کے مرحلے سے لے کر طباعت کے مرحلے تک جناب صلاح الدین نیّر کا مکمل تعاون حاصل رہا۔ ان کے علاوہ محترم حیات اللہ خان صاحب سرپرستِ اعلیٰ بزم عثمانیہ جدہ و وائس پرنسپل انڈین ایمبیسی اسکول جدہ، محترم سعید حسن باغزال صاحب سرپرست بزم عثمانیہ جدہ، محترم ضیاء الدین نیّر صاحب صدر بزم اور نائب صدر جناب سید محی الدین عظمت کے علاوہ جن اصحاب نے ہم کو مفید مشوروں سے نوازا اور جو اس کارِ خیر میں ہماری ہمتوں کو بڑھاتے رہے اِن میں قابلِ ذکر جناب احمد الدین اویسی صاحب صدر بزم اتحاد جدہ، ڈاکٹر شمس بابر صاحب صدر بزم اُردو جدہ، مولانا فرید الوحیدی صاحب جناب مظہر الدین التمش ہیں۔ اِن حضرات نے اپنے ہمت افزا طرزِ عمل سے ہم کو وہ توانائیاں بخشیں جس کے باعث ہم آج سرخرو ہوئے ہیں۔

مدینے کے انوار میں محترم شاعر مرزا شکور بیگ صاحب نے اپنی اس عظیم خواہش کا برملا اظہار کیا ہے کہ جس کے بھی ہاتھوں میں رسالت مآب کی بارگاہِ اقدس میں عقیدت و محبت سے لبریز یہ مجموعہ پہنچے وہ ان کے لئے دعائے خیر

فرمائے اور مدینہ منورہ کی حاضری کی شرف یابی کی دعا فرمائے اور جمال و شوکت سے مزین اس پرنور دربار کے فیوض و برکات کے صدقے میں ان کو جنت البقیع کی مقدس خاک میں دفن ہونے کی خوش بختی نصیب ہو۔ (آمین ثمہ آمین)

میں بزم عثمانیہ جدہ کی جانب سے عاشقِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جناب مرزا شکور بیگ صاحب کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ انھوں نے مجھ عاصی کی "خوشبوئے درد" کی اشاعت کے لئے منتخب فرمایا۔ میں آپ سے اپنے حق میں بھی دعائے خیر کا اُمیدوار ہوں۔ کیونکہ کارِ خیر کا محرک بھی اس کے کرنے والے کی طرح ہوتا ہے۔ ایک دعا جو برسوں سے میرے لبوں پر مچل رہی ہے، وہ ہے کہ خدائے بحر و بر مجھ گناہ گار کو بھی اپنی بے پایاں رحمتوں کے طفیل جنت البقیع میں صحابہؓ۔ اہلِ بیتؓ۔ شہداء اور صالحین کے قدموں میں جگہ پانے کی شرف یابی نصیب فرمائے۔

وہ جنت کی بہاروں کی تمنا کیا کرے عارفؔ
جگہ مرقد کی طیبہ میں ملے جس کو مقدر سے

مالکِ مطلق کی رحمت کا طلب گار

عارف قریشی

جنرل سکریٹری و بانی بزم عثمانیہ جدہ

دُعا

یارب عطا ہو مجھ کو محبت حضور کی
کھُل جائے میرے قلب پہ عظمت حضور کی

شامل ہو زندگی میں شفقت حضور کی
محشر میں ہو نصیب شفاعت حضور کی

ڈھل جائے سنتوں میں الٰہی یہ زندگی
رہبر ہو ہر قدم پہ شریعت حضور کی

یہ زندگی ہو تیری پسندیدہ زندگی
جنت میں ہو نصیب رفاقت حضور کی

اِک بے نوا حقیر ہوں میری ہے التجا
مِل جائے مجھ کو دید کی عزت حضور کی

کھُلتا رہے قرآن تلاوت کے ساتھ ساتھ
ہو جائے مجھ پہ خاص عنایت حضور کی

مرزاؔ کو موت آئے تو یوں آئے یا کریم
کلمہ ہو لب پہ سامنے صورت حضور کی

دیگر اشعار

تاریکیٔ لحد ہو کہ ہنگامہ حشر کا
کام آئے گی وہاں بھی محبت حضور کی

قرآن آپ اِس کی صداقت پہ ہے گواہ
طاعت ہے کردگار کی طاعت حضور کی

باطل پرست حق کے پرستار ہو گئے
صدقہ حضور کا ہے یہ برکت حضور کی

قادر نے اپنے عبد کو سونپا وہ اقتدار
شمس و قمر نے کی ہے اطاعت حضور کی

انسان ہے تو اِس کا احاطہ محال ہے
اللہ جانتا ہے حقیقت حضور کی

○

گذارش

بارگاہِ بیکس پناہ میں

دردِ فرقت میری رگ رگ میں نہاں ہے سرکار
حال میرا میری حالت سے عیاں ہے سرکار

ڈاکٹر کہتے ہیں بینائی تو ہے ٹھیک مگر
سامنے آنکھوں کے لگتا ہے دھواں ہے سرکار

مشورہ دیتے ہیں آرام کا سب لوگ مجھے
دوُر ایستادہ کو آرام کہاں ہے سرکار

جلوہ فرما ہیں جہاں آپ بصد لطف و کرم
میرا آرام حقیقت میں وہاں ہے سرکار

اِس جنوں میں بھی تو ملحوظ رہا پاسِ ادب
لب پہ شکوہ نہ شکایت نہ فغاں ہے سرکار

نہ تو اظہارِ لیاقت ہے نہ یہ زورِ قلم
دل پہ گذری ہوئی حالت کا بیاں ہے سرکار

نہ تو طاقت ہے قویٰ میں نہ ہے کچھ زادِ سفر
حاضری کے لئے بے چین یہ جاں ہے سرکار

پھر بھی مایوس نہیں ہوں کہ یقیں ہے مجھ کو
آپ کی چشمِ عنایت نگراں ہے سرکار

نہ ہوئی یاس سے مایوس میری آس کبھی
میں تو بوڑھا ہوں میری آس جواں ہے سرکار

یہ غلامی ہی میرے واسطے یوں سب کچھ ہے
اس غلامی سے مرا نام و نشاں ہے سرکار

ایک ہلکا سا اشارہ بھی کرم کا ہو اگر
ابھی بن جائے حقیقت جو گماں ہے سرکار

اُسی مرزاؔ نے ادب سے یہ گذارش کی ہے
جو غلام آپ کا اور ہیچمداں ہے سرکار



خدا کے پاس بھی مقبول بے شک وہ عبادت ہے
اگر وہ ہو بہو ایسی ہے جیسی اُن کی سنت ہے

نہ دلچسپی ہے جس میں اور نہ کچھ جس میں حلاوت ہے
عبادت ہی نہیں ایسی عبادت بلکہ عادت ہے

محمدؐ جس سے ہیں راضی، خدا بھی اُس سے ہے راضی
اُنھیں کی تابعداری حق تعالیٰ کی اطاعت ہے

قدومِ پاک پر میں نے سر اپنا رکھ دیا مرزاؔ
یہ کہتا ہی رہا واعظ کہ بدعت ہے یہ بدعت ہے





طیبہ میں ضعیفی رنگ لائی
یا عمرِ گذشتہ لوٹ آئی

جس وقت غموں میں دل ڈوبا
جس وقت طبیعت گھبرائی

آقائے جہاں کا نام لیا
تسکین ہوئی راحت پائی

صد شُکر مدینہ پہونچ گیا
سرکار کی وہ چوکھٹ پائی

اخلاص و محبت کی سب سے
پھر مجھ کو ملی پائی پائی

پھر میرا مقدّر جاگ اُٹھا
کانوں میں بجی پھر شہنائی

ہے نور کے جلوے آنکھوں میں
پھر تیز ہوئی ہے بینائی

جو سارے جہاں کا دُھتکارا
اُس کی بھی یہاں ہے شُنوائی

جذبات میں ہلچل ہونے لگی
پھر فکرِ سُخن بھی لہرائی

بیتے ہوئے دن یاد آنے لگے
فرقت کی کہانی دُہرائی

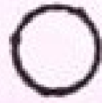
آنکھوں نے سُنایا حالِ دل
مصلوب ہوئی ہے گویائی

خلوت میں مزا جلوت کا مِلا
مرغوب ہوئی پھر تنہائی

پھر مجھ پہ کرم کا مینھ برسا
پھر کھوئی ہوئی جنت پائی

لب بند ہیں مرزاؔ کیسے کہوں
لذت جو میرے دل نے پائی

○



کسی کو در سے خالی ہاتھ لوٹایا نہیں کرتے
مرے آقا کبھی مایوس فرمایا نہیں کرتے

یہ نورانی چمن میں جو کرم کے پھول کھلتے ہیں
کسی موسم میں بھی وہ پھول مُرجھایا نہیں کرتے

قسم کھا کر میں کہتا ہوں جو ہیں سچے غلام اُن کے
مصیبت چاہے کیسی ہو وہ گھبرایا نہیں کرتے

سخی اُن سے بڑا کوئی نہیں ہے پھر بھی اُس در سے
اُنہی کو بھیک ملتی ہے جو اِترایا نہیں کرتے

تڑپ کر چاہنے والا اُنہیں جب یاد کرتا ہے
بُلا لیتے ہیں اپنے پاس تڑپایا نہیں کرتے

یہ دربارِ رسالت امتحاں گاہِ ادب بھی ہے
یہاں جو سر اُٹھاتے ہیں وہ کچھ پایا نہیں کرتے

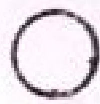
یہاں کی حاضری پر جس قدر بھی ناز ہو کم ہے
بُلائے جاتے ہیں دربار میں جایا نہیں کرتے

ہمیشہ شُکر ہی کرتے ہیں جو مقبول بندے ہیں
کبھی حرفِ شکایت لب پہ وہ لایا نہیں کرتے

طبیب ایسا مِلا ہے غیب داں ہے اور مشفق بھی
مریض اب کیفیت کہنے میں شرمایا نہیں کرتے

مدینے کو خدا رکھے مدینے کے گدا مرزاؔ
شہنشاہوں کے آگے ہاتھ پھیلایا نہیں کرتے





مکّے سے میں طیبہ کو چلا سُوئے محمدؐ
صد شُکر کہ آئی مجھے خوشبوئے محمدؐ

وہ پیکرِ رحمت ہیں یہ سب اُن کا کرم ہے
ورنہ میں کہاں اور کہاں کوئے محمدؐ

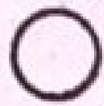
طیبہ میں یہ رحمت کی گھٹا چھائی ہوئی ہے
یا سایہ فگن ہم پہ ہیں گیسوئے محمدؐ

اُن آنکھوں کے قربان وہ ہیں دید نی آنکھیں
جن آنکھوں نے دیکھا ہے کبھی روئے محمدؐ

عبدیتِ کامل کا صلہ قُربِ اتم ہے
اِس قرب کی تمثیل ہیں اَبروئے محمدؐ

مرزا کی تمنّا ہے دمِ مرگ الٰہی
کچھ بھی نہ نظر آئے بجز روئے محمدؐ



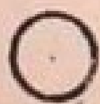


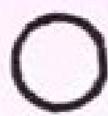
آنسو ٹپک رہے ہیں، سر شرم سے جُھکا ہے
بھاگا ہوا یہ بندہ، یوں در پہ آگیا ہے

جُرموں کی ساتھ میں ہے خاصی طویل فہرست
ہر جُرم کا یہ مُجرم اقبال کر رہا ہے

جرموں کا ہے یہ عادی خود معترف ہے اس کا
انصاف کی نظر میں مستوجبِ سزا ہے

اِس رُو سیاہ کو بھی ہے آس در گذر کی
جس در پہ آگیا ہے وہ در کریم کا ہے





بیاں کس طرح ہو ثنائے محمدؐ
خدا کی رضا ہے رضائے محمدؐ

لرزنے لگا کفر و طغیاں کا عالم
جو دنیا میں تشریف لائے محمدؐ

محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا
یہ جو کچھ ہے سب ہے برائے محمدؐ

ٹھکانا کچھ اس عظمت و شان کا ہے
کہ ہے عرش بھی زیرِ پائے محمدؐ

بنا کعبہ قبلہ تو حکمِ خدا سے
سبب حکم کا ہے ادائے محمدؐ

لگا لوں میں آنکھوں میں سُرمہ سمجھ کر
میسر ہو گر خاکِ پائے محمدؐ

مزا مجھ کو جینے کا آنے لگا ہے
مرے دل میں جب سے سمائے محمدؐ

یہ کہہ کر مناتا ہوں بے چین دل کو
وہ آئے، وہ تشریف لائے محمدؐ

جو ہیں نیک پیغام اُن کو مُبارک
گنہگار لیں گے دُعائے محمدؐ

ہمارے سروں پر کبھی محشر میں یارب
رہے سایہ افگن نوائے محمدؐ

مری جان وابستہ ہے تن سے جب تک
مرا دل رہے مبتلائے محمدؐ

میری روح تن سے جُدا ہو کے یارب
رہے تا قیامت فدائے محمدؐ

بفضلِ خدا دل کی دھڑکن سے مرزاؔ
مجھے آرہی ہے صدائے محمدؐ





دردِ فرقت جو بڑھا حد سے سوا ہوگیا فضلِ خدا
میری قسمت کا ستارا چمکا میں مدینے کو چلا

ایک بھی مجھ سا گنہگار نہیں ایسا بدکار نہیں
اُن کی رحمت تو کوئی دیکھے ذرا میں مدینے کو چلا

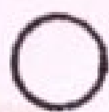
لاکھ چھُپ چھُپ کے تیرا نام لیا دل مگر جھوم گیا
دل تو کیا جھوم گئی ساری فضا میں مدینے کو چلا

آگ اُلفت کی دبائے نہ دبی نہ کوئی بات بنی
آج تک راز جو تھا فاش ہوا میں مدینے کو چلا

میرے آنسو میرے کام آ ہی گئے مُدعا پا ہی گئے
میرے آقا نے مجھے یاد کیا میں مدینے کو چلا

تم مجھے کہتے ہو سرتا پا خطا میں تو ہوں اُس سے بُرا
مری تقدیر تو دیکھو مرزا میں مدینے کو چلا





قریب آ گیا جب مدینے کا گلشن
ہوئی تیز سے تیز تر دل کی دھڑکن

یکایک سبھی حسرتیں جاگ اُٹھیں
بڑھا دی ہجومِ تمنّا نے اُلجھن

لبوں میں تڑپ ہے قدم چومنے کی
دُعا ہاتھ کرتے ہیں مل جائے دامن

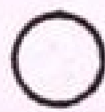
ہے بے تاب جُھکنے کو سر سنگِ در پر
فدا ہونے بے چین ہے سارا تن من

میں کھویا ہوا ہوں میرے سامنے اَب
نہ عقبیٰ کی دُھن ہے نہ دنیا کا ہے دَھن

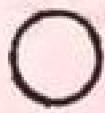
نہ دل میرے بس میں نہ میں اپنے بس میں
کسی کے ادب نے جُھکا دی ہے گردن

جو پہونچا وہاں مُنہ سے کچھ بھی نہ نکلا
مگر پارہ پارہ ہوئے سارے بندھن

بتاؤں میں پھر کیا ہوا میرے مرزا
گری برق اور جل گیا سارا خرمن



نہ پہلے کا غم ہے نہ پہلی خوشی ہے
نئی دھن نیا دل نئی زندگی ہے



قطعہ

میرے مغموم دل کو شاد کیجئے
یہ ویرانے کو بھی آباد کیجئے

مدینے کے لئے بیتاب ہے دل
میرے آقا مجھے پھر یاد کیجئے



معروضہ

به بارگاہِ بیکس پناہ رحمۃ للعالمین خاتم النبیین

سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کہاں میں کہاں تیرا دربارِ عالی
حقیقت بنی ہے میری خوش خیالی

دلِ مضطرب نے مراد اپنی پالی
نظر آگئی تیرے روضہ کی جالی

مدینے کے داتا غریبوں کے والی
نہ لوٹانا ہرگز مجھے ہاتھ خالی

سراپا خطا کار حاضر ہوا ہے
ندامت سے اور شرم سے سر جھکا ہے

گناہوں کی تفصیل بے انتہا ہے
شفاعت کا تیری بس اک آسرا ہے

مدینہ کے داتا غریبوں کے والی
نہ لوٹانا ہرگز مجھے ہاتھ خالی

نظر پاک ہے اور نہ دل پاک میرا
لباسِ عبادت ہے صد چاک میرا

دِکھاوا یہ ہو جائے سب خاک میرا
فقط دیدۂ دل ہو نمناک میرا

مدینہ کے داتا غریبوں کے والی
نہ لوٹانا ہرگز مجھے ہاتھ خالی

کرم سے مرا بختِ خُفتہ جگا دے
خدا کے لئے اپنا جلوہ دکھا دے

شرابِ محبت نظر سے پلا دے
میری زندگی کو عبادت بنا دے

مدینہ کے داتا غریبوں کے والی
نہ لوٹانا ہرگز مجھے ہاتھ خالی

نہ دنیا کا میں مرتبہ چاہتا ہوں
نہ عقبیٰ کا کوئی صلہ چاہتا ہوں

تیری نیم شب کی دعا چاہتا ہوں
تیرے نام پر خاتمہ چاہتا ہوں

مدینہ کے داتا غریبوں کے والی
نہ لوٹانا ہرگز مجھے ہاتھ خالی

جو طالب ہیں اس کے انھیں سیم و زر دے
مرے دل کو اپنی محبت سے بھر دے
میری شامِ غم کو خوشی کی سحر دے
غلاموں میں شامل میرا نام کر دے

مدینہ کے داتا غریبوں کے والی
نہ لوٹانا ہرگز مجھے ہاتھ خالی

کوئی وقت ہو شام ہو یا سحر ہو
تصور تیرا میرے پیشِ نظر ہو
زباں پر ترا نام قدموں پہ سر ہو
مرا خاتمہ ہو تو ایمان پر ہو

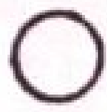
مدینہ کے داتا غریبوں کے والی
نہ لوٹانا ہرگز مجھے ہاتھ خالی

خدا نے دکھایا ہے یہ در تمہارا
نہیں دونوں عالم میں کوئی ہمارا

غلاموں کا ہوتا ہے آقا سہارا
کرم کیجئے مرزا یہ ہے غم کا مارا

مدینہ کے داتا غریبوں کے والی
نہ لوٹا نا پھر گا مجھے ہاتھ خالی





سُنتے ہیں کہ چُھٹنے کو ہے گلزارِ مدینہ
قابو میں نہیں ہے دلِ بیمارِ مدینہ

سرکار کے قدموں کا تصدق ہے کہ اب بھی
رونق سے بھرے ہیں در و دیوارِ مدینہ

دل پیچھے کو کھنچتا ہے قدم بڑھتے ہیں آگے
یوں کعبہ کو جاتا ہے گرفتار مدینہ

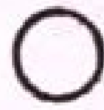
لاچار ہوں، مجبور ہوں جاتا تو ہوں لیکن
آئے گا بہت یاد یہ دربارِ مدینہ

مجھ کو بھی ملے آپ کی رحمت کا تصدق
آیا ہوں بڑی دُور سے سرکارِ مدینہ

یارب ترے اِس بندۂ عاجز کی دُعا ہے
پھر اِس کو ملے عزتِ دیدارِ مدینہ

مرزاؔ نے جو کعبہ میں بھی مانگا تو یہ مانگا
اللہ بنادے مجھے سرشارِ مدینہ





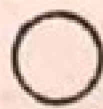
رواں ہوتے ہیں آنسو دِل یکایک بیٹھ جاتا ہے
کہوں کیا اپنی حالت جب مدینہ یاد آتا ہے

نگاہیں ڈھونڈھتی ہیں ہر طرف انوار کا عالم
اُداسی دل پہ چھاتی ہے کلیجہ مُنھ کو آتا ہے

غرض جب زندگی بارِ گراں معلوم ہوتی ہے
کوئی ایسے میں آتا ہے مری ڈھارس بندھاتا ہے

فضائے نا اُمیدی میں کرن اُمید کی پھوٹی
تصوّر سامنے بیتے ہوئے دن پھر سے لاتا ہے

مجھے محسوس ہوتا ہے میں حاضر ہوں مدینہ میں
چمک آنکھوں میں ہے اور دل خوشی کے گیت گاتا ہے



میں قرباں جس نے اِس ذرّہ کو بھی تابندگی بخشی
میں صدقے اُس کے جس نے مجھ کو ایسی زندگی بخشی



○

زمیں نور کی ، آسماں نور کا ہے
مدینے کا سارا جہاں نور کا ہے

زمیں کے ہوں ذرّہ کہ خاکِ مدینہ
یہاں جو بھی ہے بے گماں' نور کا ہے

یہاں نور ہی نور ہے آب و گِل میں
شجر' نور کے گلستاں نور کا ہے

وہ خود نور ہی نور ہیں سر سے پا تک
تو پھر اُن کا ہر اک نشاں' نور کا ہے

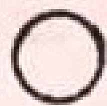
مدینے کی عظمت خدا دل پہ کھولے
تو دیکھے خزانہ یہاں نور کا ہے

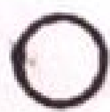
اَدب کی جگہ ہے سراپا ادب ہو
یہ درِ نور کا ' آستاں نور کا ہے

مدینے کو ہم نے کبھی یوں بھی دیکھا
کہ حدِّ نظر تک سماں نور کا ہے

مدینے میں ہر سُو نہ کیوں نور برسے
مدینے کا جانانِ جاں نور کا ہے

مدینے کا تحفہ مُبارک ہو مرزاؔ
تُو خاکی ہے تیرا بیاں نور کا ہے





ہر وقت تسلّی ہے، ہر آن دِلاسا ہے
رحمت کا مدینے میں انداز نرالا ہے

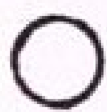
جس حُسن کو کعبے کے پردے میں چھُپا دیکھا
وہ حُسن مدینے میں ظاہر ہے دوبالا ہے

ظاہر بھی ہوا روشن باطن بھی ہوا روشن
سرکار کے آنے سے ہر سمت اُجالا ہے

جس وقت مدینے سے رخصت کی گھڑی آئی
کیسے کہوں کس طرح اِس دل کو سنبھالا ہے

ہو نعتِ مبارک کا حق کیسے ادا مرزاؔ
عظمت مرے آقا کی تعریف سے بالا ہے





کرم ہے، رحمت ہے، برکتیں ہیں کہو مدینے میں کیا نہیں ہے
ادب کا دامن مگر نہ چھوٹے یہ سر اُٹھانے کی جا نہیں ہے

دوئی کی دل میں جگہ نہیں ہے یہاں تو بس ایک ہی رہے گا
وہ دل میں جب ہوں گے جلوہ فرما اگر وہاں دوسرا نہیں ہے

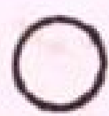
یہ عقلِ ناقص کوئی بتائے عروج کا کیا پتہ چلائے
پَرے ہے وہم و گمان سے بھی عروج کی انتہا نہیں ہے

نہ ایسی صورت نہ ایسی سیرت نہ ایسی قدرت نہ ایسی رحمت
جواب اپنا تو آپ خود ہیں کہیں جواب آپ کا نہیں ہے

وہاں ہے جنّت کا ایک ٹکڑا سبب یہی ہے کہ اُس جگہ کا
کوئی بھی چپہ نہیں ہے جس پر حضور کا نقشِ پا نہیں ہے

ہر ایک کا کاسۂ گدائی وہیں سے بھرپور ہو رہا ہے
جہاں میں ہے کون سا وہ عطیہ جو اُن کے در سے ملا نہیں ہے

تلاش میں اُن کی رہنے والے اُنا پتہ کیا بتا سکیں گے
تلاش میں کھو گئے ہیں ایسے کہ اُن کو اپنا پتہ نہیں ہے



جو لُٹ سکتا نہیں ایسا خزینہ لے کے آیا ہوں
دلِ پُر درد میں اپنے مدینہ لے کے آیا ہوں

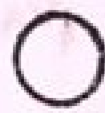
ہیں جس کی جستجو میں سینکڑوں دن رات سرگرداں
خدا کے فضل سے میں وہ دفینہ لے کے آیا ہوں

وہ جس نے ذرّۂ ناچیز کو خورشید کر ڈالا
اُسی کے نور سے بھرپور سینہ لے کے آیا ہوں

مجھے قسمت پہ اپنی جس قدر بھی ناز ہو کم ہے
مدینہ ہو کے آیا ہوں، مدینہ لے کے آیا ہوں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ





(پانی کے جہاز سے جب میں جدّہ جارہا تھا، جہاز میں گر پڑا۔
اور بائیں پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔)

؞

ماہ تھا شعبان کا جب ہند کا پہلا جہاز
بعد مغرب بمبئی سے چل دیا کوئے حجاز

آپسی ٹکراؤ سے موجوں میں بے حد شور تھا
پاؤں ٹکتے ہی نہ تھے ایسا ہوا کا زور تھا

تیسرے دن دوپہر میں جب میں عرشے پر گیا
وقت پر قسمت کا چکر کام اپنا کر گیا

جھوک نکلا، پاؤں پھسلا اور میں نیچے گر گیا
اک نیا نقشہ میری آنکھوں کے آگے پھر گیا

چلنا پھرنا تو کجا، ہلنا بھی مجھ کو بار تھا
آنِ واحد میں میری صحت کا گھر مسمار تھا

یا شفیع المذنبین یا رحمۃ اللعٰلمین
آپ ہیں مخلوق میں بے مثل و یکتا بالیقین

آپ سے فریاد ہے اور آپ ہیں فریاد رس
حشر کے دن بھی رہیں گے آپ سب کے داد رس

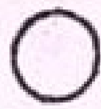
میرے آگے ہو رہا ہے میرے ارمانوں کا خون
شکر ہے کچھ بڑھ گیا ہے اور اُلفت کا جنون

قافلہ میری تمناؤں کا ہے ٹوٹا ہوا
دل بھی ہے ٹوٹا ہوا، اور پاؤں بھی ٹوٹا ہوا

میری معذوری پہ ہو چشمِ کرم مائل حضور
حاضری میں میری معذوری نہ ہو حائل حضور

صبر کی توفیق ہو، اور صبر ہی درکار ہے
آپ کی نظرِ عنایت ہو تو بیڑا پار ہے

یا محمد مصطفےٰ، یا مجتبےٰ آقائے ما
اپنے مرزاؔ پر کرم ہو، یا کرم فرمائے ما



اُن کا ہوتا ہے ایک وہ بھی کرم
جو نظر آتا ہے ستم ہی ستم

جو ہیں بیگانے ، اِن میں تاب کہاں
دوستوں کے لئے ہے مشقِ ستم

دوست ہی لیتے ہیں ستم کے مزے
بھرتے رہتے ہیں اُن کے شکر کا دم

دی ہیں خوشیاں یہاں پرایوں کو
دوستوں کے لئے ہیں اُن کے غم

دے کے غم بھولتے نہیں ان کو
رہتی ہے غمزدوں پہ نظرِ کرم

زخم کاری اگر لگاتے ہیں
لگتا ہے جیسے ہیں بہت برہم

ان سے راضی رہے اگر بسمل
رکھتے ہیں خود ہی زخم پر مرہم

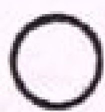
ساری خوشیاں اگر ہوں ایک طرف
اس سے بڑھ کر ہے ایک ایسا غم

مرزا صاحب سے آج ہم نے سُنی
ایک بسمل کی داستانِ کرم

Donated by
Dr. RASHEED MOOSAVI



TRAL URDU LIBRARY
U HALL HIMAYATNAGAR,
YDERABAD-500029



مسرتوں سے گھرا ہم نے غم بھی دیکھا ہے
ستم کے پردے میں ان کا کرم بھی دیکھا ہے

ستم کے لطف کی یاد، اب بھی دل میں تازہ ہے
ستم شعار کا ایسا ستم بھی دیکھا ہے

اُن ہی کو جو تھے کبھی مدعی توکّل کے
اسیرِ پنجۂ جاہ و حشم بھی دیکھا ہے

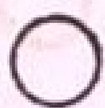
مدینہ اس کو وہاں یاد آگیا جس نے
مدینہ دیکھ کے، باغِ ارم بھی دیکھا ہے

غلط ہے یہ کرم دم بدم نہیں ہوتا
کرم کو ہوتے ہوئے دم بدم بھی دیکھا ہے

بُلاوا آگیا جس وقت بھی مدینے سے
تو ہوتے زادِ سفر کو بہم بھی دیکھا ہے

چھپا سکیں گے بھلا ہم سے حال کیا مرزاؔ
جبیں کو اُن کی کہیں ہم نے خم بھی دیکھا ہے





بیماریوں کے ہاتھوں مجبور ہوگیا ہوں
نظرِ کرم ہو آقا معذور ہوگیا ہوں

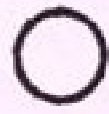
پُر لطف زندگی ہے، پُر کیف بندگی ہے
اُن کی نظر میں جب سے منظور ہوگیا ہوں

جنّت کی ہے جو کیاری جب بیٹھتا ہوں اُس میں
لگتا ہے جیتے جی میں مغفور ہوگیا ہوں

مستی بھری نگاہوں کا مِل گیا تصدّق
میں بے پیئے بھی ساقی مخمور ہوگیا ہوں

خود جلوہ ہوگیا ہوں، یہ تو نہیں ہے مرزا
جلووں میں اُن کے لیکن مستور ہوگیا ہوں





معروضۂ ادب

طیبہ میں حاضری کی اجازت ملے گی کب
کھوئی ہوئی مجھے میری جنت ملے گی کب

کب ہوگا اضطراب کے عالم کا اختتام
بے چین دل کو چین کی دولت ملے گی کب

وہ خاکِ پاک جس میں شفا ہے بھری ہوئی
وہ خاک چومنے کی سعادت ملے گی کب

دیدار ہوگا گنبدِ خضرا کا کب نصیب
قلب و نظر کو پھر سے وہ راحت ملے گی کب

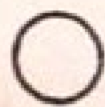
طیبہ میں جو برستے ہیں انوار ہر طرف
آنکھوں کو اُن کی دید کی عزت ملے گی کب

ہے جالیوں میں روح کا قبلہ کہیں جسے
اُن جالیوں سے برکت و راحت ملے گی کب

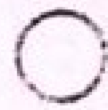
گزران ہو مدینے کے صدقات پر مری
یہ آرزو ہے مجھ کو وہ نعمت ملے گی کب

وہ اک نظر کہ جس میں ہے ہر مرض کا علاج
سرکار کی وہ نظرِ عنایت ملے گی کب

اَب تک بھی چلنے پھرنے سے معذور ہے غلام
مرزاؔ کو چلنے پھرنے کی طاقت ملے گی کب



Donated By
Dr. RASHEED MOOSA



دور ایستادہ تشنہ کام آیا
غم کا مارا ہوا غلام آیا

لوگ ہنستے تھے میرے رونے پر
میرا رونا ہی میرے کام آیا

بختِ خُفتہ ہوا مرا بیدار
یاد فرمائی کا پیام آیا

جس کا جنت میں بھی جواب نہیں
شُکر صد شُکر وہ مقام آیا

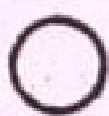
شرم ساری کو اپنے ساتھ لئے
ایک بھاگا ہوا غلام آیا

اُن کی عظمت کا پوچھنا کیا ہے
جن پہ اللہ کا سلام آیا

دن کٹا زندگی کا غفلت میں
پہ چلئے طیبہ کو وقتِ شام آیا

دیکھے مرزاؔ کی آنکھ میں آنسو
جب بھی آقا کا لب پہ نام آیا





ہوتے ہیں رحمتوں کے اشارے جگہ جگہ
جاری ہیں اُن کے فیض کے دھارے جگہ جگہ

اُس وقت بھی جب ہوتا ہے آفات کا ہجوم
مل جاتے ہیں کرم کے سہارے جگہ جگہ

طیبہ کی یاد کرتی ہے بے چین اِس طرح
چلتے ہوں جیسے جسم پہ آرے جگہ جگہ

کس وقت جانے دید کی عزت نصیب ہو
بیٹھے ہوئے ہیں ہیبت کے مارے جگہ جگہ

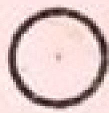
دنیا کے چاہے جونسے حصہ میں جائیے
مل جاتے ہیں غلام تمہارے جگہ جگہ

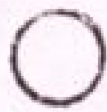
طیبہ کی سرزمین کے ذروں کو دیکھئے
پھیلے ہیں جیسے تارے ہی تارے جگہ جگہ

منظر یہ دیدنی ہے کہ شاہ و گدا سبھی
ہیں اپنی جھولیوں کو پسار سے جگ جگہ

جو آنکھ باادب بھی ہے اور پُرخلوص بھی
اُس آنکھ کے لئے ہیں نظارے جگہ جگہ

مرزاؔ کا حال یہ ہے کہ ہے چیز جیب میں
اور اُس کو ڈھونڈتے ہیں جگہ جگہ





آرزوے عاشقانِ طیبہ میں ہے
آبروے عاصیاں طیبہ میں ہے

مرکزِ اسرارِ حق انوارِ حق
رونقِ ہر دو جہاں طیبہ میں ہے

قلب و جاں جس کے لئے بے چین ہیں
وہ سکونِ قلب و جاں طیبہ میں ہے

اُس کے عظمت کی بلندی کیا کہیں
سجدہ گاہِ قدسیاں طیبہ میں ہے

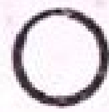
جس ادب کا حکم ہے قرآن میں
اُس ادب کا امتحاں طیبہ میں ہے

وہ نہ ہوتے تو نہ ہوتی کائنات
باعثِ کون و مکاں طیبہ میں ہے

جس کی مل سکتی نہیں کوئی مثال
نور کا ایسا سماں طیبہ میں ہے

ہر طرف مرزا سکون و چین ہے
نام کی وحشت کہاں طیبہ میں ہے





جب دور سے مسجد کے مینار نظر آئے
مجرم کو رہائی کے آثار نظر آئے

مغرور کو طیبہ میں کچھ بھی نہ نظر آیا
مسکین کو ہر جانب انوار نظر آئے

دیدارِ مکاں کا تو ملتا ہے شرف یارب
اِک روز مکیں کا بھی دیدار نظر آئے

کیا اُن کا مقدر ہے اِس روضے کی جالی سے
چھَن چھَن کے جنہیں تازہ انوار نظر آئے

ملتی ہے جنہیں مستی ساقی کی نگاہوں سے
میخانے میں ایسے بھی میخوار نظر آئے

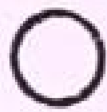
پھر مجھ کو ملے عزّت پھر جاگے میری قسمت
پھر مجھ کو مدینے کا دربار نظر آئے

ایسے بھی ہیں جو اِن کو مجبور بتاتے ہیں
مخلوق میں یہ ہم کو مختار نظر آئے

برکات میں طیبہ کی یہ سب سے بڑی برکت
مائل بہ کرم ہر دم سرکار نظر آئے

طیبہ کے سوا ہم نے مرزاؔ کو جہاں دیکھا
کچھ کھوئے ہوئے سے کچھ بیمار نظر آئے





وہ یہاں ہیں جن کے دم سے ہوا ہر طرف اُجالا
ہے یہاں کا سوکھا ٹکڑا میرے حق میں تر نوالا

یہ ہے رحمتوں کا مرکز، یہ ہے نعمتوں کا مخزن
یہاں نور کی ہے بارش، یہ نگر ہے نور والا

نظرِ کرم کے صدقے میری دُھل گئی سیاہی
میرا نامۂ عمل تھا میرے دل کی طرح کالا

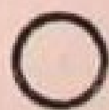
جو ہیں منکرانِ عظمت خود ہی دیکھ لیں گے ایک دن
کہ بروزِ حشر ہوگا فقط اِن کا بول بالا

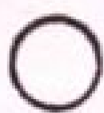
ہے یہ در جہاں خطا بھی نہیں روکتی عطا کو
کہیں مِل نہیں سکے گا یہ سلوک پیار والا

میری لغزشوں نے چاہا کہ گرا کے مجھ کو چھوڑیں
مگر آپ کے کرم نے مجھے ہر جگہ سنبھالا

کہوں میں کمالِ قدرت کہ قدم کی اُن کے برکت
ابھی تھا جہاں اندھیرا وہاں ہوگیا اُجالا

ہے بہت بُرا یہ مرزا مگر التجا ہے آقا
اِسے در بدر نہ کیجے ہے تمہارے در کا پالا





اُسی خوش بخت کے حق میں کہ جنت ہے مدینے کی
رگ و پے میں رکھی جس کے محبت ہے مدینے کی

زمانے سے نرالی شان و شوکت ہے مدینے کی
امیری جس پہ قرباں ہو وہ غربت ہے مدینے کی

کوئی مانے نہ مانے آج اِس بے چین دنیا کو
سکونِ قلب کی خاطر ضرورت ہے مدینے کی

وہاں کے ذرّے ذرّے میں کشش محسوس ہوتی ہے
خدا ہی جانتا ہے جو حقیقت ہے مدینے کی

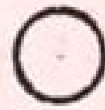
زمانے بھر کے دُکھیارے اُسی دامن میں بستے ہیں
خدا رکھے سلامت کیسی سنت ہے مدینے کی

خدا کا گھر اُسی کو اپنے سینے سے لگاتا ہے
کہ جس کے دل کے ہر گوشہ میں عظمت ہے مدینے کی

خدا کے فضل سے گر ہو میسر آنکھ ایمانی
تو دیکھے کیسی پُر انوار صورت ہے مدینے کی

زمانہ چاہے بدلے یہ حقیقت تو حقیقت ہے
کہ ایمانی کسوٹی اب بھی ہے الفت مدینے کی

بتایا راز مرزاؔ نے یہ ایمانی حلاوت کا
محبت ہے مدینے کی، محبت ہے مدینے کی





جس ذات کے جلوؤں سے منوّر یہ جہاں ہے
طیبہ میں وہی خاک کے پردے میں نہاں ہے

شامل رہے طیبہ میں اگر فضلِ الٰہی
ان آنکھوں سے دیکھے جو نہاں ہے وہ عیاں ہے

رحمت کا یہ عالم ہے مدینے میں، ہمیشہ
لگتا ہے مدارات پہ یہ کوئی نگراں ہے

طیبہ میں کہیں کیا ہمیں کیا کیا نظر آیا
یوں بھی نظر آیا کہ مکاں ہے نہ زماں ہے

سرکار کی عظمت کا پتہ ملتا ہے اُس سے
وہ عرشِ معُلّیٰ پہ قدم کا جو نشاں ہے

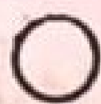
اعلان کیا کرتا ہے یہ گنبدِ خضرا
مخلوق میں بے مثل مکیں کا، یہ مکاں ہے

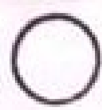
رہ رہ کہ ہوا کرتی ہے انوار کی بارش
ناقابلِ اظہار وہ نورانی سماں ہے

ملتے ہیں زمانے میں بلاشبہ حسین اور
یہ حُسن وہ ہے جس پہ فدا پیر و جواں ہے

پیار آتا ہے جب سوختہ جانوں پہ کرم کو
مرزاؔ پہ کرم کیجئے یہ سوختہ جاں ہے

جو دل پہ گزرتی ہے وہ لکھ دیتا ہے مرزاؔ
دراصل یہ آقا کی عنایت کا بیاں ہے





خلق سراپا نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلّم
شافعِ محشر فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

لہرایا توحید کا پرچم صلی اللہ علیہ وسلم
ظلمتِ کفر و شرک ہوئی کم صلی اللہ علیہ وسلم

آپؐ کی عزت اور عظمت پر، آپؐ کی ذاتِ بابرکت پر
نازاں ہے اولادِ آدم، صلی اللہ علیہ وسلم

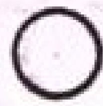
کس کو ملا یہ اوج یہ رتبہ، کوئی نہیں مخلوق میں تم سا
ایسا مکرّم ایسا مُعظّم صلی اللہ علیہ وسلم

بھید یہ کوئی کیسے جانے، فرش پہ رہ کر عرش پہ پہنچے
آئے مؤخّر ہو کے مقدّم صلی اللہ علیہ وسلم

دل میں ہے میرے جلوہ جن کا آنکھوں میں ہے نقشہ جن کا
نام ہے لب پر اُن کا ہر دم صلی اللہ علیہ وسلم

مرزاؔ خود تو کچھ بھی نہیں ہے لیکن نسبت اُس کی بڑی ہے
چشمِ ترحّم رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم





حُسن کی یاں ایک ایک ادا پر لوٹ رہے ہیں دیوانے
ایسا کیوں ہے ویسا کیوں ہے سوچ رہے ہیں فرزانے

حج بھی کیا طیبہ کو چلے مکّہ میں رہ کے اور یوں ٹھہرے
چلتے چلتے تھک کر جیسے بیٹھ گئے ہوں سستانے

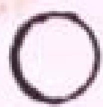
ایک ہی میخانہ ہے ایسا جس میں لاکھوں میکش ہیں
پھر بھی مِلا کرتے ہیں سب کو پیمانے پر پیمانے

جن رندوں پر خاص کرم ہے طیبہ والے ساقی کا
پیرِ مغاں بن بیٹھے ہیں وہ کھول کے اپنے میخانے

اُن کی حقیقت کو پانا انسان کے بس کا کام نہیں
نور سے اپنے جس نے بنایا اُن کی حقیقت وہ جانے

دونوں جہاں کی محفل مرزاؔ صرف سجی ہے اُن کے لئے
ایک حقیقت کی خاطر تیار ہوئے سب افسانے





اپنے رُخِ روشن کا پروانہ بنا ڈالا
میں اُس پہ فدا جس نے دیوانہ بنا ڈالا

اک بوند بھی ساقی نے پینے کو نہ دی مجھ کو
اک مست نظر ڈالی مستانہ بنا ڈالا

جو کام ہے ساقی کا حکمت سے نہیں خالی
میخانہ کی مٹی سے پیمانہ بنا ڈالا

جو دوست نہیں اُن کا وہ دوست نہیں اپنا
اپنوں کو محبت میں بیگانہ بنا ڈالا

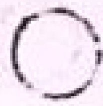
خالق کی جگہ دل پر مخلوق کا قبضہ ہے
نادان نے کعبہ کو بُت خانہ بنا ڈالا

اُس بزم میں حاضر تھے فرزانے ہی فرزانے
پر اُس نے جسے چاہا دیوانہ بنا ڈالا

ساقی کی توجہ سے یہ حال ہے رندوں کا
جس گوشہ میں جا بیٹھے میخانہ بنا ڈالا

جب حُسنِ محمدؐ کی اک شمع ہوئی روشن
خاکسترِ مرزاؔ کو پروانہ بنا ڈالا





دردِ فرقت کا بڑھنا بھی کام آگیا
لے کے تسکین اُن کا پیام آگیا

بن کے رحمت وہ آئے تو دل نے کہا
مغفرت کے لئے اذنِ عام آگیا

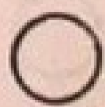
پہنچے مکّہ سے طیبہ تو آئی صدا
سنبھلے رہنا، ادب کا مقام آگیا

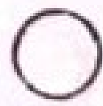
آنکھیں نم ہوگئیں دل تڑپنے لگا
جب زباں پر محمّدؐ کا نام آگیا

آرزو ہے کہوں میں قدم چُوم کے
آپ کا سب سے ادنیٰ غلام آگیا

کس کی چشمِ کرم کی عطا ہے کہ اب
ایک گمنام بالائے بام آگیا

شاہِ طیبہ کو مرزا پہ رحم آگیا
اُس کا آنسو بہانا تو کام آگیا





اس طرح سے آنکھوں میں سما جائے مدینہ
جس سمت نظر جائے نظر آئے مدینہ

مدت ہوئی دیکھے رُخِ زیبائے مدینہ
اب تک بھی زباں پر ہے مری ہائے مدینہ

بیداری میں گر دید کا امکان نہیں ہے
یارب مجھے سوتے میں نظر آئے مدینہ

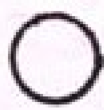
دل کھول کے میں خاک میں لوٹوں گا شب و روز
تقدیر مری اب کے جو دکھلائے مدینہ

دل مست، زباں گنگ، بیاں کیسے کروں میں
آنکھوں نے جو دیکھا ہے تماشائے مدینہ

دل وہ ہے کہ جس دل میں تری یاد ہے ہر دم
سر وہ ہے کہ جس سر میں ہے سودائے مدینہ

کس منھ سے کروں شکر کہ مرزا مرے دل میں
پہلے سے زیادہ ہے تمنائے مدینہ





ہے لُطف و کرم کی تو بہتات مدینے میں
مِل جاتے ہیں بے مانگے صدقات مدینے میں

جلووں کی نکلتی ہے بارات مدینے میں
آتی ہے دُلہن بن کر ہر رات مدینے میں

ہر رات سے دلکش ہے جو دن ہے مدینے کا
اور دن سے سہانی ہے ہر رات مدینے میں

اُس روضۂ اقدس کی تعظیم بجا لانے
آتے ہیں فرشتے بھی دن رات مدینے میں

تقدیر کے ماروں کی رحمت مُتلاشی ہے
دُنیا سے نرالی ہے یہ بات مدینے میں

ہو جاتی ہے اُن پر تو رحمت کی یہاں بارش
لاتے ہیں جو اشکوں کی سوغات مدینے میں

رحمت کی نہیں بلکہ جنت کی وہ کیاری ہے
رحمت کے تو مِلتے ہیں باغات مدینے میں

دنیا میں جسے کوئی سُننے کو نہیں راضی
اُس کی بھی سُنی جاتی ہے، بات مدینے میں

یاد آتا ہے رہ رہ کے دیوانے کا یہ کہنا
مل جائے خدا مجھ کو اِک رات مدینے میں

لگتا ہے ہمیں جیسے بس ایک پلک جھپکی
اِس طرح بدلتے ہیں حالات مدینے میں

کچھ چھینٹے کرم کے تُو کیوں مانگتا ہے ناداں
ہوتی ہے کرم کی تو برسات مدینے میں

ہے ساتھ یدِ بیضیٰ اور پیٹ میں ہے فاقہ
مل جاتے ہیں ایسے بھی شاداب مدینے میں

کیا اُن کا کرم کہیئے ہر ٹوٹے ہوئے دل کی
فرماتے ہیں دلجوئی بالذات مدینے میں

مکّہ سے مدینے کو سرکار چلے آئے
نازل ہوئی قرآنی آیات مدینے میں

یہ دیکھ کے، رحمت کو اک جوش سا آتا ہے
مقبول ہے اشکوں کی سوغات مدینے میں

جو دہنِ مبارک سے عرصہ ہوا نکلے تھے
وہ گونجتے ہیں اب بھی کلمات مدینے میں

دل جھوم کے لیتا ہے رہ رہ کے مزے اُن کے
کانوں نے سُنے ہیں جو نغمات مدینے میں

ہر وقت برستے ہیں انوارِ تر و تازہ
شرماتے ہیں تاروں کو ذرات مدینے میں

اللہ کی کرنی سے محشر میں وہ کام آئے
جو ہم نے گذارے تھے اوقات مدینے میں

کہتے ہیں نظر والے اِس وقت بھی راتوں میں
جلوؤں کی نکلتی ہے بارات مدینے میں

ملتی ہے نظر جن کو وہ دیکھتے ہیں اس کو
جو نور کی ہوتی ہے برسات مدینے میں

دل، شُکرِ مسرّت کا بن جاتا ہے گہوارہ
بگڑوں کے سنورتے ہیں حالات مدینے میں

کچھ بن کے کبھی کہنا کچھ تن کے ذرا چلنا
مردود ہیں یہ ساری حرکات مدینے میں

آتے ہیں ادب سے جو مسکین و گدا بن کر
ہوتے ہیں بلند اُن کے درجات مدینے میں

دنیا میں کہیں اُن کا ملنا بھی نہیں ممکن
مل جاتی ہیں ایسی بھی برکات مدینے میں

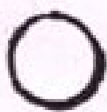
قسمت کے دھنی بے شک ہوتے ہیں وہی جن کے
کٹتے ہیں ادب سے سب دن رات مدینے میں

قسمت میں اُن ہی کے ہے فیضان مدینے کا
آتے ہیں اَدب سے جو حضرات مدینے میں

اللہ کا جو گھر ہے وہ کوئے محمدؐ ہے
ہوتی ہے عیاں سب پر یہ بات مدینے میں

گر فضلِ الٰہی سے 'بیدار' مقدر ہو
مرزا کے بھی گزریں گے دن رات مدینے میں

○



جب قلب پہ کھلتے ہیں اسرار مدینے کے
آنکھوں سے برستے ہیں انوار مدینے کے

نظروں میں سمائے ہیں گلزار مدینے کے
سینے میں ہے پوشیدہ انوار مدینے کے

فیضان کی جو مئے ہے وہ آنکھوں ہی آنکھوں سے
پیتے ہیں پلاتے ہیں میخوار مدینے کے

برکات میں طیبہ کی یہ سب سے بڑی برکت
مائل بہ کرم ہر دم سرکار مدینے کے

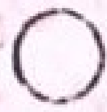
دیکھا تو بہت کچھ تھا سب بھول گیا لیکن
محفوظ ہیں آنکھوں میں آثار مدینے کے

محروم رہے جو تھے محروم محبت سے
جنّت میں نظر آئے بیمار مدینے کے

کچھ خاص انھیں لذت ملتی ہے جبھی ہم دم
دنیا سے ہے مستغنی سرشار مدینے کے

ہے عشقِ محمدؐ کی جس دل میں تڑپ مرزاؔ
پھولوں سے اسے بڑھ کر ہیں خار مدینے کے





آپ جس سے ہوئے انجان مدینے والے
اُس کا رخصت ہوا ایمان مدینے والے

ہر بُرائی کا صلہ جس نے دیا نیکی سے
آپ کی ہے یہی پہچان مدینے والے

کہہ کے ما اوحیٰ رکھا راز کلامِ حق نے
کس کو حاصل ہوئی یہ شان مدینے والے

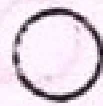
عبد ہو کر بھی جو معبود سے مل کر آئے
کون ہے آپ سا انسان مدینے والے

دیکھئے جس کو وہ ہے آپ کا محتاجِ کرم
سب پہ ہے آپ کا احسان مدینے والے

آپ کے پائے مبارک پہ مرا دم نکلے
بس یہی ہے میرا ارمان مدینے والے

نامِ پاک آپ کا جس وقت بھی مرزاؔ نے لیا
مشکلیں ہو گئیں آسان مدینے والے





ہوں تو میں بے سر و سامان، رسولِ عربی
پھر بھی طیبہ کا ہے ارمان، رسولِ عربی

آپ تشریف نہ لاتے تو نہ ہوتا کچھ بھی
آپ مخلوق کی ہیں جان، رسولِ عربی

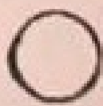
آپ کو جو نہ رکھے جان سے بھی بڑھ کے عزیز
اُس کا کامل نہیں ایمان، رسولِ عربی

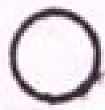
آپ ہی کی تو اطاعت ہے خدا کی اطاعت
ہے یہ اللہ کا فرمان، رسولِ عربی

دل کو ملتے رہیں ہر وقت عنایت کے مزے
فیض جاری رہے ہر آن، رسولِ عربی

سینہ کھُل جائے میرا معرفتِ حق کے لئے
مجھ پہ آسان ہو قرآن، رسولِ عربی

باریابی کا شرف پھر ہو عطا مرزا کو
پھر بنا لیجئے مہمان، رسولِ عربی





وطن کی واپسی سُن کر میرے احباب آئیں گے
نظر پڑتے ہی بڑھ کر خوب سینے سے لگائیں گے

مُبارکباد بھی دیں گے ہنسیں گے مسکرائیں گے
میرے دل کو مدینہ یاد آجائے تو کیا ہوگا

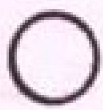
میں اسٹیشن سے سب سے مِل کے اپنے گھر کو جاؤں گا
ترستے تھے جو صورت کو اُنھیں صورت دکھاؤں گا
خلوص اور پیار کی دنیا میں جب اپنے کو پاؤں گا
مرے دل کو مدینہ یاد آجائے تو کیا ہوگا

سراپا نور سے بدلا شبِ دیجور کا عالم
کہاں سے لاؤں گا حدِ نظر تک نور کا عالم
وہ جلوؤں کی فراوانی وہ کوہِ طور کا عالم
مرے دل کو مدینہ یاد آجائے تو کیا ہوگا

مچل جائے دلِ بیمار تو کیسے مناؤں گا
سبق میں ضبط کا آہوں کو کس منہ سے پڑھاؤں گا
میں کس پانی سے مرزاؔ آگ سینے کی بجھاؤں گا

مرے دل کو مدینہ یاد آجائے تو کیا ہوگا





آپ کی ذاتِ پاک ہی مجموعۂ کمال ہے
سیرتِ طیبہ جو ہے دولتِ بے زوال ہے

مکّہ کی بارگاہ میں اوج ہے اور جلال ہے
طیبہ میں عفو درگذر رحمت ہے اور جمال ہے

مکّہ میں تھا ابوجہل دورِ قرن میں تھے اویسؓ
قُرب میں فصل تھا وہاں بُعد میں یاں وصال ہے

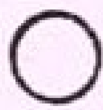
آپ کی پاک سرزمیں خلدِ بریں سے کم نہیں
خُلد ہے یہ تو خُلد میں فکر کا کیا سوال ہے

چشمِ کرم کریم، میں حالِ تباہ کیا کہوں
ڈوبا ہوا گناہ میں میرا تو بال بال ہے

آپ کے پاک شہر میں حد سے زیادہ خوش رہا
موت یہاں نہ آسکی اس کا مجھے ملال ہے

مرزاؔ غریب و بے نوا آپ کے در کا ہے گدا
نعت کا حق ادا کرے اُس کی کہاں مجال ہے





یہی بارگاہِ حبیبِ خدا ہے
جسے جو ملا وہ یہیں سے ملا ہے

غلام آپ کا پھر جو حاضر ہوا ہے
یہ سرکار سب کچھ کرم آپ کا ہے

یہ سچ ہے کہ سب نعمتیں ہیں خُدا کی
مگر اُن کی تقسیم، کام آپ کا ہے

ملے گا اُسی کو جسے آپ چاہیں
رضا آپ کی جب خدا کی رضا ہے

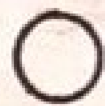
یہاں ایک جنّت ہے قلب و نظر کی
کوئی کیا بتائے مدینے میں کیا ہے

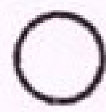
کرم ہی کرم ہے، کرم ہی کرم ہے
کرم کے سِوا اور طیبہ میں کیا ہے

مدینہ میں ایمان پر خاتمہ ہو
یہی آرزو ہے، یہی التجا ہے

جہاں سر جُھکے اُس کو کہتے ہیں کعبہ
جہاں دِل جُھکے وہ درِ مصطفےٰؐ ہے

نگاہِ کرم کا ہے محتاج مرزاؔ
یہ بے کس ہے، بیچارہ ہے، بے نوا ہے





ہر بُرے وقت میں امداد کو آنے والے
میرے بگڑے ہوئے سب کام بنانے والے

تیری شفقت کے تقدس تری رحمت کے نثار
مجھ سیاہ کار کو طیبہ میں بُلانے والے

تو سلامت رہے کنبہ ترا آباد رہے
نزع کے وقت جمال اپنا دکھانے والے

ساری مخلوقِ خدا ہے تری ممنونِ کرم
آتشِ شوق مرے دل میں لگانے والے

اور ہوں لحظہ بہ لحظہ ترے درجات بلند
اپنی اُمّت کے لئے نیند اُڑانے والے

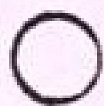
شُکر صد شُکر کہ قائم ہے مرے ہوش و حواس
ورنہ جلوے ہیں یہاں ہوش اُڑانے والے

دین کی خیر ہو یارب کہ نکل آئے ہیں
دین کے نام پہ بے دین بنانے والے

شمس ہو یا کہ قمر اور شجر ہوں کہ حجر
سب ترے حکم پہ ہیں سر کو جھکانے والے

دین و دنیا کی مجھے فکر نہیں ہے مرزاؔ
حق کے محبوب ہیں سب کام بنانے والے





میرا نہ کوئی غم ہے نہ اَب میری خوشی ہے
جو آپ کی مرضی میری مرضی بھی وہی ہے

ہے عرش نشیں فرش پہ اپنا جو نبی ہے
یہ شان کسی اور میں دیکھی نہ سُنی ہے

وہ کون سی نعمت ہے یہاں جو نہیں ملتی
سرکار کی برکت سے مدینے میں سبھی ہے

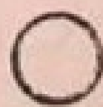
آبائی غلامی کا شرف مجھ کو ہے حاصل
سرکار کی اُلفت مری گھُٹّی میں پڑی ہے

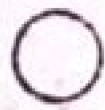
اَب گوہرِ مقصود میں کچھ دیر نہ ہوگی
اُمید تمہارے درِ دولت پہ ٹکی ہے

راضی نہ ہوں راحت سے تو راحت بھی ہے زحمت
غم، غم نہیں اُس غم میں اگر اُن کی خوشی ہے

ہر وقت مدینہ مجھے کیوں یاد نہ آئے
یہ یاد تو مرزاؔ مری رگ رگ میں رچی ہے

اشعار میں تاثیر ہے اِس واسطے مرزاؔ
ورزش یہ دماغی نہیں، یہ دل کی لگی ہے





سرکار میں دس روز سے جدہ میں پڑا ہوں
رحمت کا اشارہ ہو کہ تیار کھڑا ہوں

کہنے کو تو ہر طرح کا آرام یہاں ہے
نظارہ مگر گنبدِ خضرا کا کہاں ہے

بستر تو بہت نرم ہے بے خواب ہیں آنکھیں
نورانی فضاء کے لئے بے تاب ہیں آنکھیں

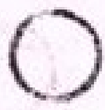
جدہ میں نہ دل میرا لگا ہے نہ لگے گا
جنت کی وہ کیاری ہے نہ رحمت کی ہوا ہے

گلشن تو کجا پھول بھی ویسے نہیں کھلتے
طیبہ کے سے احباب بھی ڈھونڈے نہیں ملتے

ہر دن جو گذرتا ہے مصیبت سے نہیں کم
ہر رات مرے حق میں اک آفت سے نہیں کم

رحمت کا وہ دربار دکھا دیجئے سرکارؐ
جدہ سے مدینہ میں بلا لیجئے سرکارؐ





ٹوٹا ہوا دل چاہیئے اور آنکھ کا پانی
کچھ کام نہ آئے گی یہاں چرب زبانی

ہر وقت سہارا مجھے دیتے رہے سرکارؐ
روداد کرم ہے یہ نہیں غم کی کہانی

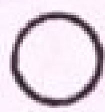
رحمت کی گھٹا ہے کبھی جنت کی ہوا ہے
پُرکیف اگر دن ہے تو ہے رات سہانی

چالیس نمازوں کے لئے آیا ہے طیبہ
نادان نے طیبہ کی کوئی قدر نہ جانی

اس در سے اُسے بھیک کا ٹکڑا نہیں ملتا
آتا ہے یہاں جو بھی اسیرِ ہمہ دانی

صد شکر کہ میں اُن کے غلاموں میں ہوں مرزاؔ
وہ جن کا دو عالم میں نہیں ہے کوئی ثانی





آتشِ محبت ہے جس کسی کے سینے میں
لطف جو ہے جینے کا، ہے اُسی کے جینے میں

دھیرے دھیرے چلتی ہیں اب ہوائیں جنت کی
بھینی بھینی خوشبو ہے ہر طرف سفینہ میں

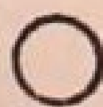
پرتوِ جمال اُن کا اور بھی نکھر جاتا
کاش یہ کچھ جِلا ہوتی دل کے آبگینے میں

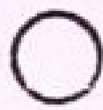
دیدنی یہاں بے شک اور بھی نگینے ہیں
یہ چمک نہیں لیکن ایک بھی نگینے میں

موت سے نہیں ڈرتا یہ دُعا ہے یا مولیٰ
وقتِ موت جب آئے میں رہوں مدینے میں

کرتے ہیں وہی محسوس اُن کا ہو کرم جن پر
خاص قسم کی خوشبو اب بھی ہے مدینے میں

اِلتفاتِ ساقیؐ کا مے کی جان ہے مرزاؔ
یہ نہیں تو پھر حضرت کیا مزہ ہے پینے میں





اہلِ وفا کی آنکھ کا تارا مدینہ ہے
ٹوٹے ہوئے دلوں کا سہارا مدینہ ہے

سارے غموں سے ملتی ہے انسان کو نجات
واللہ بحرِ غم کا کنارا مدینہ ہے

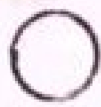
ڈھل جائے سنتوں میں اگر اپنی زندگی
پھر کہہ سکیں گے ہم کہ ہمارا مدینہ ہے

بُغض و عناد، ظلم و ستم کی ہیں ظلمتیں
دنیا میں روشنی کا منارا مدینہ ہے

سیلِ رواں ہے یہ تو منافق کے واسطے
مومن کے حق میں نور کا دھارا مدینہ ہے

مرزا کے دل پہ نقش ہے درویش کی یہ بات
تم اس کے ہو اگر تو تمہارا مدینہ ہے





مدینے کے دن جب ہمیں یاد آئے
کبھی رو دیئے ہم کبھی مسکرائے

مجھے سوزِ غم جتنا چاہے جلائے
محبت پہ ہاں آنچ آنے نہ پائے

نہ چھوٹے کبھی ہاتھ سے ان کا دامن
اگر جان بھی اپنی جاتی ہے جائے

محبت میں یہ بھی گوارا نہیں ہے
کہ بے چین دل کو ذرا چین آئے

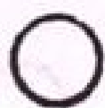
یہاں ہر قدم پر سہارا ملا ہے
یہ سب کچھ کوئی کس طرح بھول جائے

کرم سے بلایا شفقت سے رکھا
نئی شان سے اپنے جلوے دکھائے

سبھی جلوے جب دیدنی ہوں تو کوئی
کسے یاد رکھے ، کسے بھول جائے

بس اب یہ دُعا ہے کہ طیبہ میں مرزا
یہیں میں رہوں اور یہیں موت آئے





آج جو رشک کے قابل یہ مقام اپنا ہے
اُنؐ کا صدقہ ہے کہ طیبہ میں قیام اپنا ہے

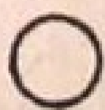
اپنی خوبی نہیں واللہ کرم ہے اُنؐ کا
اُن کے بندوں کی جو فہرست میں نام اپنا ہے

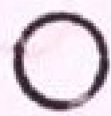
جام خالی نہیں ہوتے ہیں کہ بھر جاتے ہیں
ہاتھ جس جام پہ پڑ جائے وہ جام اپنا ہے

جس سے تعظیم میں، اُلفت میں کمی ہوتی ہے
دین یہ دین اگر ہے تو سلام اپنا ہے

مجھ کو بتلا کے یہ آقاؐ نے نواسوں سے کہا
کیا نہیں جانتے اِس کو یہ غلام اپنا ہے

اُنؐ کے نعلینِ مبارک کا ہے صدقہ مرزا
اہلِ طیبہ کی زبانوں پہ کلام اپنا ہے





سنتا نہیں ہے کوئی بھی غم خوارؐ کے سوا
غمخوار اپنا کون ہے سرکار کے سوا

راحت کی جستجو میں بھٹکنے سے فائدہ
راحت کہاں ہے کوچۂ دلدارؐ کے سوا

بد حال ، بے قرار ، گنہگار کا کہو
مونس ہے کون احمدِ مختارؐ کے سوا

جب بن گئے غلام تو آقاؐ کے حکم پر
سر خم ہو ، لب پہ کچھ نہ ہو اقرار کے سوا

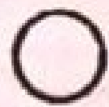
خالی نہ در سے آپؐ کے سائل کبھی پھرا
سب ہے لبِ حضورؐ پہ ، انکار کے سوا

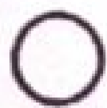
اِس عشق نے تو بندۂ بے دام کر دیا
جچتا نہیں نظر میں کوئی یارؐ کے سوا

جب بندگی کی حد سے گذرنے لگے جنوں
اُس کی جگہ نہیں ہے کوئی، دار کے سوا

طیبہ میں ہم بھی گھومے ہیں واعظ مگر وہاں
دیکھا نہ کچھ بھی رحمت و انوار کے سوا

مرزا فراقِ یارؐ کا مارا ہے دوستو
اُس کا علاج کچھ نہیں دیدار کے سوا





دِکھا دیجیے مدینہ کا نظارہ یا حبیبؐ اللہ
کرم ہو جائے پھر مجھ پر خدارا یا حبیبؐ اللہ

اجازت مرحمت ہو تو کہوں یہ آرزو دل کی
کہ ہو طیبہ کے ٹکڑوں پر گذارا یا حبیبؐ اللہ

مرے اعمال سے تو ہے جہنم منتظر میری
تمہیں ہو آخری میرا سہارا یا حبیبؐ اللہ

خفا ہو جائیں جس سے آپ، اُسکو دونوں عالم میں
نہیں ملتا کسی کا بھی سہارا، یا حبیبؐ اللہ

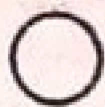
کرم کی اک نظر ہو جائے یہ ایمان ہے میرا
چمک جائے گا قسمت کا ستارا، یا حبیبؐ اللہ

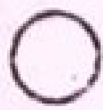
وہیں مجھ کو بُلا لیجئے وہیں مجھ کو بسا لیجئے
کہ دوری کا نہیں ہے مجھ میں یارا یا حبیبؐ اللہ

مری آنکھوں کو مل جائے تمہاری دید کی عزت
مرے دل میں رہے جلوہ تمہارا یا حبیبؐ اللہ

سُنا ہے چشمِ رحمت ڈھونڈتی ہے غم کے ماروں کو
دکن میں بھی ہے کوئی غم کا مارا یا حبیبؐ اللہ

خدا شاہد ہے مرزاؔ نے مصیبت اور راحت میں
پکارا ہے تو بس تم کو پکارا ، یا حبیبؐ اللہ





عالم میں بحرِ غم کا کنارا تمہیں تو ہو
ٹوٹے ہوئے دلوں کا سہارا تمہیں تو ہو

چاروں طرف جہاں میں ہے تاریکیوں کا دور
ایسے میں روشنی کا منارا تمہیں تو ہو

تم سے نہیں کہیں تو کہیں کس سے اپنا حال
ہے کون غمگسار ہمارا تمہیں تو ہو

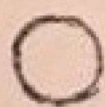
دنیا میں بیکسوں کے لئے مرکزِ اُمید
محشر میں عاصیوں کا سہارا تمہیں تو ہو

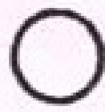
وہ کون ہے کہ پیار کے ناموں سے بار بار
اللہ نے جس کو پکارا، تمہیں تو ہو

خالق تمہارا تم پہ ہوا خود فریفتہ
کونین میں جواب تمہارا، تمہیں تو ہو

بھٹکے ہوؤں کو منزلِ مقصود مل گئی
انسانیت کی آنکھ کا تارا، تمہیں تو ہو

دوزخ میں جانے والے جو تھے جنتی بنے
بگڑے ہوؤں کو جس نے سنوارا تمہیں تو ہو





زندگی کا کس طرح ملتا نشاں تیرے بغیر
یہ زمین و آسماں ہوتے کہاں تیرے بغیر

دونوں عالم ہو گئے پُر نور تیرے نور سے
نُور کا ہوتا گزر کیسے یہاں تیرے بغیر

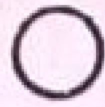
حوصلہ جینے کا ملتا ہے تری تعلیم سے
چین پاتی کس طرح بے چین جاں تیرے بغیر

یہ مرا ایمان ہے ہوتا نہ قائم سلسلہ
عبد اور معبود کے بھی درمیاں تیرے بغیر

بیکسوں کے واسطے اِک آیتِ رحمت ہے تو
کیسے کم ہوتا یہ دردِ بیکساں تیرے بغیر

اِس میں کوئی شک نہیں مرزاؔ بڑا بدکار ہے
کون ہے مرزاؔ کا اَے جانانِ جاں تیرے بغیر





گنہگار بہرِ سلام آرہا ہے
جو بھاگا ہوا تھا غلام آرہا ہے

سیہ کاریوں کا بڑا سلسلہ ہے
مجھے یاد قصّہ تمام آرہا ہے

ندامت سے آنکھیں جُھکی جارہی ہیں
مدینہ کا جس وقت نام آرہا ہے

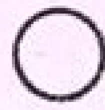
قدم خوب بوجھل ہوئے جارہے ہیں
فقط جذبۂ شوق کام آرہا ہے

لرزتے ہوئے دل کو تسکین دینے
کسی کے کرم کا پیام آرہا ہے

یہ ناپاک ہونٹوں پہ اب اللہ اللہ
محمدؐ محمدؐ کا نام آرہا ہے

مچلتا ہے دل اور روتی ہیں آنکھیں
زباں پر درود و سلام آرہا ہے





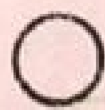
خدا کی سرزمیں میں دید کے قابل مدینہ ہے
میری حسرت، میرا ارمان، میرا دل مدینہ ہے

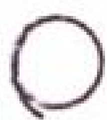
تو ابوں کی ضرورت بھی بہت ہے آپ کو واعظ
سدھاریں آپ کعبہ کو میری منزل مدینہ ہے

یہاں دن میں بہت رونق بھرے بازار ملتے ہیں
مگر راتوں میں گویا نور کی محفل مدینہ ہے

بجا ہے اس کو گر جنت کہیں ایمان والوں کی
جہاں سر ٹیک دے طوفان، وہ ساحل مدینہ ہے

مدینہ کیا ہے، کیسا ہے، کہیں کیا تم سے اے مرزاؔ
کوئی دل دماں اُٹھا کے رکھ لے، اس قابل مدینہ ہے





زُہد و تقویٰ نہ عبادات ہیں نادار کے پاس
ہیں فقط اشکِ ندامت یہ گنہگار کے پاس

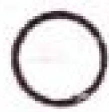
شُکر ہے پھر مری قسمت کا ستارہ یہ چمکا
آگیا ہوں مرے آقا مرے سرکار کے پاس

عیش و آرام کے اسباب سے کیا حاصل ہے
چین پاتا ہے دلِ زار، فقط یارؐ کے پاس

بند ہو جاتے ہیں جب رات میں سب دروازے
بیٹھ جاتا ہوں میں اُن کی کسی دیوار کے پاس

علم و حکمت ہو کہ ہو دولت و جنّت مرزاؔ
کون سی چیز نہیں احمدِؐ مختار کے پاس





داتا کے در پہ آتے ہیں منگتے نئے نئے
پاتے ہیں وہ نصیب کے صدقے نئے نئے

ہر روز اِس نگر میں زیارت کے واسطے
آتے ہیں صبح و شام فرشتے نئے نئے

ربّ کریم کے یہ رسولِ کریمؐ ہیں
پھر کیوں نہ ہوں کرم کے طریقے نئے نئے

آتے ہیں جو بھی ساتھ لئے علم کا غرور
پڑتے ہیں اُن کی عقل پہ پردے نئے نئے

اُٹھّا اگر نگاہ سے پردہ بفضلِ حق
آئے نظر کے سامنے نقشے نئے نئے

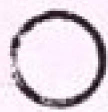
بدقسمتی تو دیکھئے سُنّت کو چھوڑ کر
سیکھے ہیں ہم نے طور طریقے نئے نئے

اللہ کی تو ایک رہِ مستقیم ہے
شیطان نے بنائے ہیں رستے نئے نئے

جو صاحبانِ دل ہیں، وہ طیبہ میں روز و شب
رحمت کے دیکھتے ہیں کرشمے، نئے نئے

اللہ دے نظر تو مدینہ میں دوستو!
اب بھی دکھائی دیتے ہیں جلوے نئے نئے

مرزاؔ کرم یہ ہے کہ مجھے نعت کے لئے
آجاتے ہیں زبان پہ کلمے نئے نئے



بیتاب و بے قرار زیادہ، غریب ہے
شائد یہاں سے اور مدینہ قریب ہے

خوش بخت ہوں کہ گنبدِ خضرا کے پاس ہوں
صد شکر روز کیفِ زیارت نصیب ہے

سرکارؐ کی نگاہِ کرم کے جو اہل ہیں
اُس کا نصیب، رشک کے قابل نصیب ہے

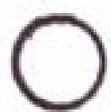
مکّہ میں عاصیوں کو کرم کی تلاش ہے
طیبہ کی داستانِ کرم تو عجیب ہے

کیوں سخت اہتمام نہ ہو احترام کا
اس کا یہ شہر ہے جو خدا کا حبیبؐ ہے

ہر آن اُن کی بزم میں شفقت کے باوجود
اتنا ہی با ادب ہے وہ جتنا قریب ہے

سہما ہوا سا رہتا ہے آٹھوں پہر یہاں
مرزاؔ تو واقعی میں عجیب و غریب ہے





جہانِ کون و مکاں، مدینہ ہے
رونقِ دو جہاں، مدینہ ہے

آج تاریکیوں کی دنیا میں
روشنی کا نشاں، مدینہ ہے

اور شہروں سے اِس کو کیا نسبت
وہ زمیں، آسماں، مدینہ ہے

ہے مدینہ ہی میرے دل کی مراد
میرا آرامِ جاں، مدینہ ہے

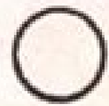
پہلے آنکھیں مدینہ تھیں اب تو
دل مدینہ ہے جاں، مدینہ ہے

نور ہی نور کے ہیں گل بوٹے
نور کا گلستاں، مدینہ ہے

ہر طرف نور کا سمندر ہے
نام اس کا یہاں مدینہ ہے

سینۂ کائنات کا مرزاؔ
ایک رازِ نہاں ، مدینہ ہے

میں جہاں بھی رہوں مگر مرزاؔ
دل وہاں ہے جہاں مدینہ ہے





آپ کا جس میں میسّر مجھے دیدار نہیں
میرے سرکارؐ وہ جنت مجھے درکار نہیں

سارے عیبوں سے مبرّا ہے تری سیرتِ پاک
ایک ہی پھول یہ ہے جس میں کوئی خار نہیں

حاضری میری ہے دشوار بہت میرے لئے
آپ چاہیں تو یہ آسان ہے، دشوار نہیں

شربتِ دید پلا دیجئے سرکارؐ مجھے
چارہ گر کہتے ہیں بچنے کے اب آثار نہیں

اب تو لے دے کے فقط جان ہے وہ بھی ایسی
آپ کی نذر کے لائق تو یہ، سرکارؐ نہیں

جب سے دیکھا ہے وہ گلزارِ مدینہ میں نے
میری آنکھوں میں تو جچتا کوئی گلزار نہیں

چاہتے ہیں جسے دیدار دکھا دیتے ہیں
روک سکتے وہ کرم یہ در و دیوار نہیں

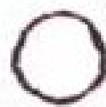
یہ سیاہ کار بھی دربار میں گھس آیا ہے
ایک بھی جس کا عمل قابلِ اظہار نہیں

آج بھی اُن کے اشاروں پہ عمل ہوتا ہے
کون کہتا ہے کہ سرکارؐ کی سرکار نہیں

یہ کرم ہے کہ وہ ہر سال چلا آتا ہے
ہم کو معلوم ہے مرزاؔ کوئی زردار نہیں

یوں پڑا رہتا ہے بے فکر درِ اقدس پر
جیسے مرزاؔ کا جہاں میں کوئی دربار نہیں





بدحال، شکستہ دل جب بھی دربار میں ان کے آتے ہیں
تسکین کے ساماں ہوتے ہیں، سرکار کرم فرماتے ہیں

اپنے کو سمجھنے والے کچھ، دریا سے بھی پیاسے جاتے ہیں
جو اُن کے بھکاری آتے ہیں، صدقاتِ مدینہ پاتے ہیں

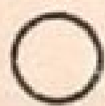
ہر دور کے اہلِ حق کو اگر دیکھو تو یہی تم پاؤ گے
وہ جس سے بہارِ طیبہ ہے اُس ذات کے سب گُن گاتے ہیں

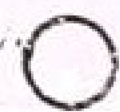
گھبراؤ نہیں ناظم مانو، سرکار سراپا رحمت ہیں
وہ اپنے لہو کے پیاسوں پر گل ہائے دعا برساتے ہیں

سرکارِ دو عالم کی نسبت ہر پست کو بالا کرتی ہے
طیبہ کی زمیں کے ذروں سے اجرامِ فلک شرماتے ہیں

اللہ رکھے قائم یہ در، صدقات ہمیشہ بٹتے ہیں
سائل جو ادب سے آتے ہیں تقدیر کا حصہ پاتے ہیں

سوغات کی ہے بہتات بہت، سوغات سے انکو کیا مطلب
دیوانے مدینہ کے مرزاؔ ساتھ اپنے مدینہ لاتے ہیں





غم سے سرفرازی ہو، یا خوشی عطا کیجیے
آپ کی جو مرضی ہے، بس وہی عطا کیجیے

عقل بھی ہے اندھی سی، قلب میں اندھیرا ہے
اپنے نور سے تھوڑی، روشنی عطا کیجیے

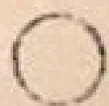
کام وہ عبادت ہے، آپ جس سے راضی ہیں
آپ کی رضا والی، بندگی عطا کیجیے

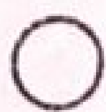
ہم غلام اس کو بھی، آنکھ میں لگالیں گے
کچھ نہیں جو کوچے کی خاک ہی عطا کیجیے

مجھ کو صرف مل جائے، موت میری مرضی کی
آپ کی پسندیدہ زندگی عطا کیجیے

جو مراد ہے جس کی، ہو رہی ہے وہ پوری
اپنی دید کی عزّت مجھ کو بھی عطا کیجیے

جب کبھی دیکھئے مرزا، رو رہا ہے چھپ چھپ کے
اس غریب کو اذنِ حاضری عطا کیجیے





خوشی نہیں ہے مگر آرزو ہے جینے کی
نصیب تا کہ زیارت ہو پھر مدینے کی

بشر ہیں ایسے کہ مخلوق میں جواب نہیں
گلاب و مشک سے بڑھ کر ہے بُو پسینے کی

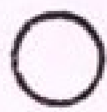
چُھپا لئے ہیں زمیں نے جواہرِ نایاب
تلاش اہلِ نظر کو ہے اس دفینے کی

کنارہ دُور ہے، موجوں نے سر اُٹھایا ہے
الٰہی خیر ہو ٹوٹے ہوئے سفینے کی

فقیر رہ کے جیو اور فقیر بن کے مرو
ہزار بات میں یہ بات ہے قرینے کی

سُنا ہے اب تو کسی کام کا نہیں مرزاؔ
اُسے تو آٹھ پہر یاد ہے مدینے کی





یاد آتے ہیں جب گنبد خضرا کے نظارے
لگتے ہیں کبھی تیر کبھی چلتے ہیں آرے

آ آ کے گنہ گاروں کا آنسو وہ بہانا
رہ رہ کے وہ سرکارؐ کی رحمت کے اشارے

ہر وقت بدلتے ہوئے انوار کی بارش
تھے مہر بلب دیکھ کے سب دید کے مارے

دل اب بھی نوازش کے مزے لوٹ رہا ہے
محفوظ ہیں آنکھوں میں وہ پُر نور نظارے

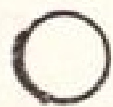
خوشبوئے وفا پھیل کے رہتی ہے کہ جیسے
روکے سے رُکا کرتے نہیں وقت کے دھارے

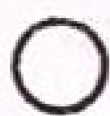
مرنا ہے تو مرتے ہیں شفاعت کے بھروسے
جیتے ہیں غلام آپ کی رحمت کے سہارے

ہم ہو نہ سکے اُن کے ہمارا یہ عمل ہے
یہ اُن کا کرم ہے کہ وہ پھر بھی ہیں ہمارے

پیارے کی تو ہر چیز ہوا کرتی ہے پیاری
ذرّے بھی مدینہ کے نظر آتے ہیں تارے

اُس دل سے ذرا اس کا مزہ پوچھئے مرزاؔ
بازی جو محبت کی کبھی جیت کے ہارے





حبیبِ کبریا کا آستاں ہے
یہاں کی سر زمیں بھی آسماں ہے

انھیں کے دم قدم کی ہے یہ برکت
مدینہ کا جو نورانی سماں ہے

برستی ہے یہاں رحمت ہی رحمت
مدینہ میں سکونِ قلب و جاں ہے

گنہ گاروں کو رحمت ڈھونڈتی ہے
مدینے کی نرالی داستاں ہے

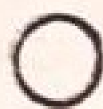
خدا رکھے مدینے کو سلامت
زمیں پر ایک یہ دارالاماں ہے

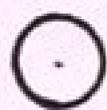
سنبھل جاؤ کہ اُس کا سامنا ہے
دلوں کا حال بھی جس پر عیاں ہے

جو گذری ہے وہ میں کیسے سناؤں
زباں بے دل ہے اور دل بے زباں ہے

نظر جلووں میں جلوہ بن گئی ہے
نظر کو دید کی فرصت کہاں ہے

خدا مرزاؔ کو اہلِ دل بنا دے
ابھی تک وہ فقط اہلِ زباں ہے





فرش پہ رہ کر بھی جن کی عرش پر پرواز ہے
ہر دلِ عاشق انھیں کی جلوہ گاہِ ناز ہے

شُکر ہو کیسے ادا اِس یاد کی توفیق کا
آپ ہی کی یاد میں مصروف دل کا ساز ہے

یوں تو ہر اک ساز میں آواز ہوتی ہے مگر
ایک ایسا ساز ہے دل کا جو بے آواز ہے

لاتے تھے روح الامیں پیغام سے پہلے سلام
حق تعالیٰ کی نظر میں ان کا یہ اعزاز ہے

برکتیں طیبہ کی یوں تو آپ ہیں اپنی نظیر
دید کے قابل ہے یاں رحمت کا جو انداز ہے

رازِ الفت قافلے والو سناؤں کس طرح
ہے شکستہ ساز بھرآئی ہوئی آواز ہے

ویسے سب کچھ فاش ہے مرزا کلام اللہ میں
رب نے اپنے عبد سے کیا کیا کہا یہ راز ہے





بدعمل بھی ہیں ، غم کے مارے ہیں
نام لیوا مگر تمہارے ہیں

سب نبی سامنے ہیں اُن کے یوں
چاند کے آگے جیسے تارے ہیں

ہم تو اُن کے نہ ہو سکے پھر بھی
یہ کرم ہے کہ وہ ہمارے ہیں

اُس کا ایمان ہو گیا کامل
جان و دل سے اگر وہؐ پیارے ہیں

کرتے ہیں اکتسابِ نور ، اُنؐ سے
اولیار اُن کے ماہ پارے ہیں

آپؐ سے دُور کر رہے ہیں ہمیں
وقت کے اب عجیب دھارے ہیں

آپ ہی اب بچائیے ورنہ
ڈوبنے والے اب تو سارے ہیں

با ادب ہوشیار طیبہ میں
ہوش کھو جائیں وہ نظارے ہیں

جمگھٹا ہے یہاں فقیروں کا
وہ فقیر اُن کو سب سے پیارے ہیں

حاصلِ عمر ہیں جو دن ہم نے
اُن کے دربار میں گزارے ہیں

یہاں شاہ و گدا کی قید نہیں
اپنا دامن سبھی پسارے ہیں

عشق کا نام ہی نہ لو کہ یہاں
ہجر کے تیر، غم کے آرے ہیں

اُن کی رحمت ہی اور اُن کا کرم
یہی مرزاؔ کے دو سہارے ہیں



مدینے کی فضاء جنت نشاں معلوم ہوتی ہے
یہاں کی سرزمیں بھی آسماں معلوم ہوتی ہے

یہ حالت ہے کہ اب غم کی کہانی جس کی سنتا ہوں
مجھے کچھ کچھ وہ اپنی داستاں معلوم ہوتی ہے

یہاں ہر ہر قدم پر سابقہ ہے خیر اور شر سے
یہ ساری زندگی اِک امتحاں معلوم ہوتی ہے

ہماری شومئ قسمت کے دن اب پھرنے والے ہیں
بہت نزدیک گردِ کارواں معلوم ہوتی ہے

غلام ہو کر بھی جب میں دور ہوں آقا کے قدموں سے
مجھے یہ زندگانی رائیگاں معلوم ہوتی ہے

مدینے کے سوا سچ ہے کہیں پائی نہیں جاتی
جو نورانی فضاء ہم کو یہاں معلوم ہوتی ہے

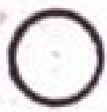
کبھی محسوس ہوتا ہے کہ میں بے حد سُبک سر ہوں
کبھی ہستی بھی خود بارِ گراں معلوم ہوتی ہے

یہ سچ ہے جو تیرے رحمت ہر جگہ جاری و ساری ہے
وہ جو، طیبہ میں بحرِ بیکراں معلوم ہوتی ہے

یہ رفعت اصل میں صدقہ ہے مرزا انکے جلووں کا
کہاں تھی یہ نظر اور اب کہاں معلوم ہوتی ہے

ضعیفی ہر جگہ محسوس ہوتی ہے مگر مرزا
مدینے میں طبیعت کچھ جواں معلوم ہوتی ہے





تم سے ہے رونقِ جہاں صلّی علیٰ محمدؐ
تم ہو بہارِ گلستاں صلّی علیٰ محمدؐ

شمعِ حریمِ اولیاء راحتِ جانِ اصفیا
تم پہ نثار میری جاں صلّی علیٰ محمدؐ

تشنہ لبوں کا آسرا، ساجد و عابدِ حرا
تم پہ تو غیب ہے عیاں صلّی علیٰ محمدؐ

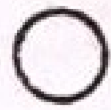
تم ہو قلوب کا سُرور، ساقی و قاسمِ طہور
تم پہ ہے ناز بیکساں صلّی علیٰ محمدؐ

عشق کا تم سُرور ہو، تم ہی یقیں کا نور ہو
تم پہ فدا ہیں دو جہاں، صلّی علیٰ محمدؐ

عشق کی اولیں ضیاء، پرتوِ ذاتِ کبریا
تم سا نہیں یہاں وہاں صلّی علیٰ محمدؐ

مرزا غریب و ناتواں، آن پڑا ہے اب یہاں
جائے یہاں سے وہ کہاں صلّی علیٰ محمدؐ





وہ آ گئے تو عجب فیضِ عام آیا ہے
رُکا نہیں ہے جو گردش میں جام آیا ہے

جبینِ شوق یکایک جُھکی ہے، یہ کس کا
زباں پہ نام بصد احترام آیا ہے

عطا ہو اُس کو کئی بار شربتِ دیدار
حضورؐ، دور سے یہ تشنہ کام آیا ہے

وہ جنتی ہے یقیناً کہ مرتے مرتے بھی
زباں پہ جس کی درُود و سلام آیا ہے

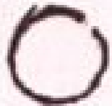
لحد میں، حشر میں، ہر وقت نامِ پاکِ حضورؐ
وہاں بھی آئے گا یاں جیسے کام آیا ہے

تمہارے ہی تو کرم سے تمہارے پاس حضورؐ
تمہارا سب سے کمتر ادنیٰ غلام آیا ہے

رسولِ پاک کی رفعت کا پوچھنا کیا ہے
خدا کا اُنؐ پہ سلام و پیام آیا ہے

اِسے نہ بھولیے مرزا کہ ان کے صدقے میں
ہمارے ہاتھ میں رب کا کلام آیا ہے





جو دل کی مرادیں ہیں مدینے میں وہ پا لو
موقعہ ہے کہ سوئی ہوئی تقدیر جگا لو

حج کرنے کا یہ عزمِ مبارک تو ہے پہلے
سینے میں ذرا عشق کی اِک شمع جلا لو

کمزور ہوں برداشت نہیں قہر و غضب کی
سرکارؐ مجھے دامنِ رحمت میں چھپا لو

ہو اِس کی اجازت تو بنوں دل کی تمنّا
بن جاؤ مرے اور مجھے اپنا بنا لو

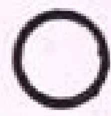
اعمال بلاشبہ جہنم کے ہیں لائق
تم اپنی شفاعت سے جہنم سے بچا لو

یہ فضل و کرم ہے کہ میں پہنچا ہوں یہاں تک
سرکارؐ مدینہ سے مجھے اب نہ نکالو

دشمن جو ہیں سرکارؐ کے وہ دوست نما ہیں
گمراہی کے اِس غار میں گرتوں کو سنبھالو

اسرارِ الٰہی کا خزینہ ہے جو سینہ
مرزاؔ کو بھی اِک بار وہ سینے سے لگا لو





بیکسوں کے والی ہو ، تاجدارِ طیبہ ہو
تمؐ ہی جانِ عالم ہو، تمؐ وقارِ طیبہ ہو

برکتیں ہیں یاں جتنی ہیں تمہارے ہی دم کی
تم سے ہے یہ سب رونق ، تم بہارِ طیبہ ہو

جب خدا تمہارا ہے ، اقتدار سارا ہے
سرورِ دو عالم ہو ، شہریارِ طیبہ ہو

جاگ جائے یہ قسمت ، پھر ملے وہی عزت
پھر جنوں میں تیزی ہو، لالہ زارِ طیبہ ہو

بے خودی سی ہو طاری، پھر سفر رہے جاری
پھر مری نگاہوں کو انتظارِ طیبہ ہو

لُطفِ آبلہ پائی ، آئے گا جب ہی ہمدم
پاؤں کے یہ چھالے ہوں، ریگ زارِ طیبہ ہو

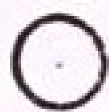
جس کو پُونچھ دینے سے منع کرتے تھے سرکارؐ
پھر ہمارے چہرہ پر وہ غبارِ طیبہ ہو

بس حلاوتِ ایماں، اُس کو مل گئی جس کا
سر فدائے کعبہ ہو، دل نثارِ طیبہ ہو

ہم سے کیا چھپاتے ہو، اپنا حال تم مرزاؔ
ہم تمہیں سمجھتے ہیں، بے قرارِ طیبہ ہو

دیکھتے ہی طیبہ کی، یاد آنے لگتی ہے
تم تو خیر سے مرزاؔ یادگارِ طیبہ ہو





ہے نورؐ کا دَر نُور کے سب ہیں در و دیوار
یہ گنبدِ خضرا ہے کہ' ہے مطلعِ انوار

عزت میری اُس وقت بچا لیجئے سرکارؐ
جس وقت بہت گرم رہے حشر کا بازار

طوفان میں گر آپؐ نے فرمائی نہ امداد
پھر کون لگائے گا سفینے کو مرے پار

یہ وقتِ مدد ہے' مرے آقا مرے مولیٰ
منزل بھی بہت دُور ہے اور راہ بھی دشوار

فرمایئے پھر کس سے کہوں غم کی کہانی
جُز آپ مرا کوئی نہیں مُونس و غم خوار

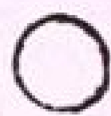
اب ہجر کے صدمے کی مجھے تاب نہیں ہے
اب ایسا کرم کیجئے' آجاؤں میں ہر بار

قدموں میں مجھے اپنے بُلا لیجئے آقا
پیاسے پہ کرم کیجئے' کردیجئے سرشار

فرمائیے اصلاح مری فکر و نظر کی
ویرانہ مرا دل ہے، بنا دیجئے گلزار

رکھ لیجئے مرزاؔ کو مدینے کے چمن میں
آیا ہے بہت دُور سے یہ بے کس و لاچار





باقی نہیں اب اور سہارا مرے سرکارؐ
بس ایک سہارا ہے تمہارا مرے سرکارؐ

یہ سارے مصائب ابھی ہو جائیں گے کافور
فرمائیے رحمت کا اشارہ مرے سرکارؐ

مرضی مبارک ہے اگر، ہجر میں تڑپوں
پھر ہجر بھی ہے مجھ کو گوارا مرے سرکارؐ

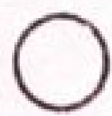
تم ہی تو ہمیشہ تھے مرے ملجا و ماویٰ
تم ہی کو دمِ نزع پکارا مرے سرکارؐ

للّٰہ مدد کیجئے، یہ وقتِ مدد ہے
طوفان ہے، اور دُور کنارا مرے سرکارؐ

نازاں ہوں کہ قدموں میں جگہ مجھ کو ملی ہے
ہے اوج پہ قسمت کا ستارا مرے سرکارؐ

امراض، خطرناک بتاتے ہیں اطبا
مرزاؔ ہے فقط ہجر کا مارا مرے سرکارؐ





مئے اُلفت کا آنکھوں سے پلانا یاد آئے گا
گنہگاروں کو دامن میں چھپانا یاد آئے گا

کبھی نظروں کا اپنی گنبدِ خضرا پہ جم جانا
کبھی کچھ بیٹھے بیٹھے گنگنانا یاد آئے گا

سحر سے شام تک وہ معصیت کاروں کا آ آکر
تمہارے سامنے آنسو بہانا، یاد آئے گا

غلاموں کا بوقتِ رخصتی دربارِ عالی میں
تڑپنا، گڑگڑانا، رو کے جانا یاد آئے گا

غریبوں، بیکسوں پر، بادشاہوں پر، فقیروں پر
کرم کی بے بہا دولت بہانا یاد آئے گا

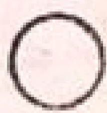
اسی دربار کے مامور دروازوں پہ راتوں میں
کسی سائل کا وہ پھیری لگانا یاد آئے گا

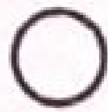
تصور میں سمائیں گی بہاریں اِن کے جلووں کی
کبھی فضل و کرم کا ہر بہانا یاد آئے گا

نظر دنیا میں ہر مایوس کی بس تم پہ ٹکتی ہے
گنہگاروں کو رحمت کا ٹھکانا یاد آئے گا

خدا رکھے مدینے کے کرم فرماؤں کا مجھ سے
خلوص اور پیار سے ملنا ملانا یاد آئے گا

کرم کی اِک اُچٹتی بھی نظر کافی تھی مرزاؔ کو
کرم کا اس پہ اک دریا بہانا یاد آئے گا





آباد ہے زوروں پر میخانہ محمدؐ کا
گردش میں برابر ہے پیمانہ محمدؐ کا

طیبہ سے الگ ہو کر جنت میں چلا جائے
اتنا نہیں دیوانہ، دیوانہ محمدؐ کا

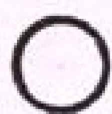
کھل جائے حقیقت تو، کچھ جان سکیں گے وہ
جو شوق سے سنتے ہیں، افسانہ محمدؐ کا

تعظیم و ادب کی یہ تمثیل نہیں دیکھی
ہے سب کے سر آنکھوں پر فرمانا محمدؐ کا

مرنے میں بھی آتا ہے جینے کا مزہ اُس کو
مر مر کے بھی جیتا ہے پروانہ محمدؐ کا

مرزاؔ کو جو دیکھا تو یہ اہلِ حرم بولے
لو آگیا وہ دیکھو دیوانہ محمدؐ کا



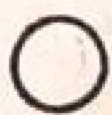


مرنا تو ہے یقینی جب زندگی ہے فانی
طیبہ میں گُل ہو یارب یہ شمعِ زندگانی

پھر میری حاضری کے اسباب بن رہے ہیں
پھر رنگ لا رہا ہے آنکھوں کا میری پانی

انکار کرنے والے دوزخ میں جل رہے ہیں
جنت میں ہیں جنھوں نے ہر بات ان کی مانی

باقی کا عشق ہی ہے جس کو فنا نہیں ہے
مرزا یہاں کی ورنہ ہر شئے ہے آنی جانی





اگر ہم پر کرم کی اِک نظر سرکار ہو جائے
دھرا رہ جائے طوفاں اور بیڑا پار ہو جائے

اگر طیبہ سے آئے ایک جھونکا بادِ رحمت کا
تو پھر سوئی ہوئی قسمت مری بیدار ہو جائے

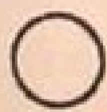
یقینی ہے پسِ مُردن ملے گی دید کی عزت
وہ خوش قسمت ہے جیتے جی جسے دیدار ہو جائے

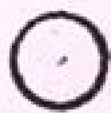
فراوانی سے جلوؤں کی نظر خود بن گئی جلوہ
دعا یہ ہے کہ دل بھی مرکزِ انوار ہو جائے

اگر غفلت کے بدلے دل میں قائم یاد ہو جائے
یہ ویرانہ ذرا سی دیر میں گلزار ہو جائے

کوئی مانے نہ مانے پر نظر میں اپنی اے مرزاؔ
نظر وہ ہے نظر جو وقفِ دیدِ یار ہو جائے

نظر کو جو کرے خیرہ وہ ہے برقِ تپاں مرزاؔ
اُسے کہتے ہیں جلوہ جو جگر کے پار ہو جائے





جس قلب میں اُن کی عظمت اور بھرپور محبت ہوتی ہے
وہ قلب منور ہے، اُس میں ایمان کی دولت ہوتی ہے

چہرہ پہ ندامت، دل میں ادب، آنکھوں سے ٹپکتے آنسو ہیں
آقا کے مواجہ میں اُن کے بندوں کی یہ حالت ہوتی ہے

ہر ایک لرزتے عاصی کی تسکین کے ساماں ہوتے ہیں
اللہ دکھائے طیبہ میں، کیا جوش پہ رحمت ہوتی ہے

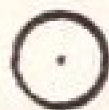
اللہ کو اپنے بندوں میں محبوب وہ بندہ ہوتا ہے
متروک نہیں جس سے اُس کے، محبوب کی سنت ہوتی ہے

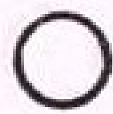
جس سے بھی وہ نظریں پھرتی ہیں، پھرتا ہے زمانہ بھی اُس سے
پڑتی ہیں اُسی پہ سب نظریں جب اُنکی عنایت ہوتی ہے

طیبہ ہے فرشتے بھی اِس جا سرتاپا ادب ہو جاتے ہیں
یہ پاک جگہ اور اپنا قدم، کیسا اوج پہ قسمت ہوتی ہے

سرکارِ دو عالم صلّی علیٰ ، اِس وقت بھی جلوہ فرما ہیں
تقسیم انھیں کے ہاتھوں سے اللہ کی نعمت ہوتی ہے

واللہ نظر والوں کیلئے طیبہ کی سکونت سہل نہیں
ہو جائے نہ کوئی بے ادبی ہر وقت یہ ہیبت ہوتی ہے





کرمِ احمدِؐ مختار کہاں سے لاؤں
وہ برستے ہوئے انوار کہاں سے لاؤں

روز جو گنبدِ خضرا کی زیارت کا شرف
مجھ کو حاصل تھا کئی بار کہاں سے لاؤں

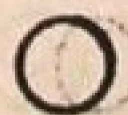
آپ کی نذر کے قابل جو ہو تحفہ کوئی
میرے آقا، میرے سرکار، کہاں سے لاؤں

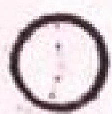
جو حقیقت تھی کبھی، آج وہ افسانہ ہے
گم شدہ عزتِ دیدار کہاں سے لاؤں

یادِ طیبہ کی میری جان کے ہے ساتھ مگر
نور کے وہ گُل و گلزار کہاں سے لاؤں

للہِ الحمد کہ، باقی ہے وہی کیف و سرور
قُربِ پائے شہِ ابرار کہاں سے لاؤں

دل کی تسکین کا جب نام ہے طیبہ مرزاؔ
اب میں تسکینِ دلِ زار کہاں سے لاؤں





سرِ قدومِ پاک پر ہے دم نکل جانے کو ہے
شکر ہے اب بے قراری کو قرار آنے کو ہے

خشک نخلِ آرزو پھر لا رہا ہے برگ و بار
کوئی دم میں گنبدِ خضرا نظر آنے کو ہے

شمع پر مرنے کو یوں تو مدعی ہیں وہ ہزار
جان دینے کی مگر دھن ہے تو پروانے کو ہے

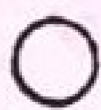
محملِ لیلیٰ سمجھ کر ہو گیا مجنوں نثار
کون ہے محمل میں اس کی فکر فرزانے کو ہے

بن رہے ہیں حاضری کے غیب سے اسباب پھر
ہو مبارک آہ و زاری اب صلہ پانے کو ہے

دل سے نکلا ہے یہ بے شک آپ کا مرزاؔ کلام
خود تڑپنے کو بھی ہے، دنیا کو تڑپانے کو ہے

یاد میں طیبہ کی مرزاؔ رو رہا ہے بار بار
کام کوئی اور بھی دنیا میں دیوانے کو ہے





مدینے کے گُل و گلزار دیکھے
خدا کا شکر کچھ آثار دیکھے

مگن ہیں اپنی حالت پہ جو ایسے
غلامِ احمدِ مختار دیکھے

قیامت تک جو مٹ سکتے نہیں، وہ
نقوشِ سیّدِ ابرار دیکھے

کہیں کیسے کہ آنکھیں بے زباں ہیں
اُنھوں نے جو وہاں ابرار دیکھے

گُلوں کی جستجو جن کو نہیں تھی
مدینے کے انھوں نے خار دیکھے

جہاں غفلت کے پڑجاتے ہیں پردے
وہی رونق بھرے بازار دیکھے

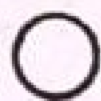
کہیں کیسے بھری محفل میں ہم نے
بہت کم، عشق کے بیمار دیکھے

نہ تھے محفل کے قابل، پھر بھی ہم نے
کرم ہائے نگاہِ یار دیکھے

بوقتِ رخصتی طیبہ کے منظر
بہت دیکھے بحالِ زار دیکھے

مدینے سے چلے مرزاؔ تو رُخ پر
سبھوں نے آنسوؤں کے تار دیکھے





زخم تازہ ہے مگر برداشت بھی بسمل میں ہے
دُور ہوں طیبہ سے لیکن یادِ طیبہ دل میں ہے

جہدِ پیہم درحقیقت زندگی کا ہے ثبوت
لُطف جو طوفان میں ہے وہ کہاں ساحل میں ہے

آپ کے جلوؤں سے یہ سارا جہاں آباد ہے
آپ ہی کی بھیک تو ہر کاسۂ سائل میں ہے

واقعہ یہ ہے کہ منزل سے میں کوسوں دور ہوں
شُکر یہ ہے دل مرا اٹکا ہوا منزل میں ہے

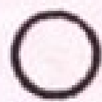
با ادب ہوشیار یہ طیبہ ہے سارا نور کا
نور کے گلزار ہیں اور نور آب و گُل میں ہے

وہ بھی ہے مقبول اور اُس کی عبادت بھی قبول
آپ کی ہلکی جھلک جس ذاکر و شاغل میں ہے

محمل لیلیٰ سمجھ کر ہوگیا مجنوں نثار
ہم ابھی تک سوچ میں ہیں کون اِس محمل میں ہے

التفاتِ خاص سے محروم ہے تو کیا ہوا
یہ شرف کیا کم ہے مرزاؔ آپ کی محفل میں ہے





جب سے پڑھا کتاب میں حُلیہ حضورؐ کا
آنکھوں میں پھر رہا ہے وہ نقشہ حضورؐ کا

حسرت، دلِ غریب کی پوری ہوئی ہے آج
شُکر خدا کہ آگیا روضہ حضورؐ کا

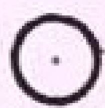
دیکھے سے دوڑ جاتی ہے، اِک زندگی کی لہر
دل ہے مرا یہ گنبدِ خضرا حضورؐ کا

بے شک بجا ہے نعمتِ عظمیٰ کہیں اگر
اللہ نے دیا ہے وسیلہ حضورؐ کا

اُڑ کر پہنچ وہ جاتا ہے دربارِ خاص میں
ہوتا کسی پہ ہے کرم ایسا حضورؐ کا

مرزاؔ کو اعتراف، گناہوں کا ہے مگر
شیدا ہے وہ غریب بیچارا حضورؐ کا





عرش کی زینت طیبہ میں ہے
فرش کی عظمت طیبہ میں ہے

دل کی مسرت طیبہ میں ہے
روح کی راحت طیبہ میں ہے

مکّہ میں ہے شانِ جلالی
شفقت و رحمت طیبہ میں ہے

کوئی مانے یا نہیں مانے
فرش پہ جنت طیبہ میں ہے

خالق خود ہے جس کا شیدا
جانِ رسالت طیبہ میں ہے

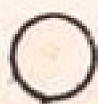
طیبہ کا تھوڑا بھی بہت ہے
ایسی برکت طیبہ میں ہے

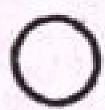
مکّہ میں اللہ کا گھر ہے
لُطفِ عبادت طیبہ میں ہے

قادرِ مطلق عرش نشیں ہے
منظہرِ قدرت طیبہ میں ہے

مرزاؔ نے کیا بات کہی ہے
کثرت، وحدت طیبہ میں ہے

مرزاؔ جس کو کہہ نہیں سکتا
ایسی راحت طیبہ میں ہے





مئے ہے شیشوں میں نہ گردش میں کوئی پیمانہ ہے
چشمِ ساقی سے سلامت گرمیٔ میخانہ ہے

دیکھنے والے بہت ہیں شمعِ محفل کی بہار
جان سے جو ہاتھ دھو بیٹھے وہی پروانہ ہے

جانے کس مستاں نے ڈالی ہے مستانہ نظر
بے پیئے بھی حالِ اہلِ بزم کا مستانہ ہے

باادب سائل کو بے شک ملتی ہے طیبہ کی بھیک
میں نہیں کہتا، بزرگوں کا یہی فرمانا ہے

بے یقینی عام ہے اخلاق میں ہے انحطاط
پھر بھی ہر اک ناز کرتا ہے کہ وہ فرزانہ ہے

عشق سے بالکل الگ ہے عاشقی کا ادعا
ہے حقیقت عشق، اُس کا ادعا افسانہ ہے

آپ تو مرزاؔ کو فرزانہ بنا سکتے نہیں
چھوڑ دیجئے اس کو اُس کے حال پر دیوانہ ہے





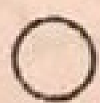
کبھی مست و بے خود بنا دیجئے گا
کبھی اپنا جلوہ دکھا دیجئے گا

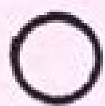
مدینے کی گلیوں کی یاد آرہی ہے
مدینے کی گلیاں دکھا دیجئے گا

لرزنے لگے جس سے باطل کا عالم
وہی نغمۂ حق سنا دیجئے گا

مخالف بھی ہوں جاں نثاروں میں شامل
انھیں جامِ اُلفت پلا دیجئے گا

بجا ہے کہ مرزا نہیں اس کے قابل
کرم سے سگِ در بنا دیجئے گا





اونچے سے اونچا ہے وہ روضہ
ارفع و اعلیٰ ہے وہ روضہ

بخشی گئی ہے ایسی رفعت
عرش سے بالا ہے وہ روضہ

جس کا سہارا کوئی نہیں ہے
اس کا سہارا ہے وہ روضہ

جان ہوا کرتی ہے پیاری
جان سے پیارا ہے وہ روضہ

سب شہروں کی جان مدینہ
جانِ مدینہ ہے وہ روضہ

فرما گئے ہیں اعلیٰ حضرت
کعبہ کا کعبہ ہے وہ روضہ

مرزاؔ دِوانہ کہتا پھرے ہے
ملجا و ماویٰ ہے وہ روضہ





مدینہ اصل میں روئے زمیں پر ایسی بستی ہے
جہاں آٹھوں پہر اللہ کی رحمت برستی ہے

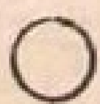
بنا رکھا ہے سب رندوں کو بیخود چشم ساقی نے
انوکھا ہے یہ میخانہ نرالی مئے پرستی ہے

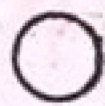
یہ مال وزر کی مستی خواب دیوانے کا ہے گویا
مئے عشق محمدؐ ہی کی مستی اصل مستی ہے

مجھے عاشق نہ کہیئے بلکہ جو آقا کے عاشق ہیں
میں ان کی جوتیوں کی خاک ہوں یہ میری ہستی ہے

حبیبؐ پاک کو اللہ نے رفعت وہ بخشی ہے
کہ اُن کے سامنے جو بھی بلندی ہے وہ پستی ہے

ملے گر جان کے بدلے وہاں دو گز زمیں مرزاؔ
میں لے لوں گا کہ پھر بھی وہ زمینِ پاک سستی ہے





سرکارؐ کی مسجد کے کیسے مسرور کبوتر ہوتے ہیں
وہ گنبدِ خضرا پر دن بھر رہ رہ کے نچھاور ہوتے ہیں

اللہ دکھائے طیبہ میں اور وہ بھی خصوصاً راتوں میں
رحمت کی ہوائیں چلتی ہیں، فردوس کے منظر ہوتے ہیں

آقاؐ کے مواجہ عالی میں جو آنکھ سے آنسو بہتے ہیں
وہ آنسو قدر و قیمت میں گوہر سے بھی بڑھ کر ہوتے ہیں

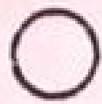
جبؐ اُنکا کرم ہو جاتا ہے، ناممکن ممکن ہوتا ہے
پرواز عطا ہوتی ہے اُنھیں جو بیکس و بے پر ہوتے ہیں

سرکارؐ کے پیارے شہر کی اب تعریف کرے کیا کیا کوئی
فقرا بھی یہاں جو ملتے ہیں وہ دل کے تونگر ہوتے ہیں

دیکھو نہ گری نظروں سے کبھی بیچارے شکستہ حالوں کو
یہ لعل ہی گدڑی کے اکثر قسمت کے سکندر ہوتے ہیں

آقاؐ کی رسالت صلی علیٰ اِک زندہ حقیقت ہے مرزا
آتی ہے کٹھن جب راہگذر، سرکار ہی رہبر ہوتے ہیں





اس سے کچھ ہمیں عظمت کا پتہ ملتا ہے
عرش پر آپ کا نقشِ کفِ پا ملتا ہے

اتباع آپ کی لازم ہے ہدایت کے لئے
آپ ملتے ہیں جسے اُس کو خدا ملتا ہے

مانگ لینے کے سلیقہ سے جو مانگے سائل
اس کو اِس در سے طلب سے بھی سوا ملتا ہے

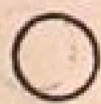
ہوں میں سو جان سے قربان غلامی پہ تری
پھر غلامی میں تو جینے کا مزا ملتا ہے

یہ جا ہے جینا ہو کہ مرنا، کہ عبادت رب کی
ان میں ہر ایک کا طیبہ میں مزا ملتا ہے

کیوں نہ اِترائے تقدس پہ زمینِ طیبہ
اس کا فردوس سے بھی سلسلہ جا ملتا ہے

اپنے سرکار کے در پر میں پڑا رہتا ہوں
کیا بتاؤں کہ پڑے رہنے میں کیا ملتا ہے

میرے آقا، مرے مولیٰ کا کرم ہے مرزا
مجھ کو ہر جلوہ میں اک لطف نیا ملتا ہے





ذکر باتوں باتوں میں جب چھڑا مدینے کا
اپنے سامنے نقشہ آگیا مدینے کا

ہر مکان کی عظمت ہے مکیں کے دم سے
عرش سے بھی ملتا ہے سلسلہ مدینے کا

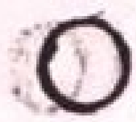
شکر ہے کہ اب مجھ کو دھن وہیں کی رہتی ہے
دل میں نقش کچھ ایسا جم گیا مدینے کا

راستے کو تکتا ہوں زار زار روتا ہوں
اس طرف سے گذرا ہے قافلہ مدینے کا

جب تڑپنے والے پر ان کو رحم آتا ہے
پھر تو کچھ نہیں رہتا فاصلہ مدینے کا

اور راستے سارے بھول ہی گئے مرزاؔ
جب سے مل گیا اُن کو راستہ مدینے کا





یہ عاصی ہے پھر بے قرارِ مدینہ
کرم کی نظر شہریارِ مدینہ

تری ذات ہے وجہِ تخلیقِ عالم
ترے دم سے ہے یہ بہارِ مدینہ

کرم پر مجھے ناز جتنا ہو، کم ہے
کہاں میں، کہاں تاجدارِ مدینہ

وہ نورِ مجسم ہیں، ان کے قدم سے
منور ہیں لیل و نہارِ مدینہ

تو خوش بخت ہے اس کو آنکھوں میں رکھ لے
کہاں پھر ملے گا غبارِ مدینہ

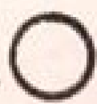
حضور آپ کے سبز گنبد کا صدقہ
دکھا دیجیے سبزہ زارِ مدینہ

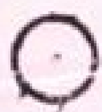
الٰہی کرم کر، الٰہی مدد کر
ہے صبر آزما انتظارِ مدینہ

اُسے تاجداروں کی پرواہ نہیں ہے
جسے مل گئے تاجدارِ مدینہ

مدینے میں مرنے کی عزت عطا ہو
دُعا ہے یہ ، پروردگارِ مدینہ

نہیں کوئی اندیشۂ حشر مرزاؔ
اگر جان و دل ہیں نثارِ مدینہ





بتاتا ہوں کہ نخلِ آرزو کیسے ثمر لایا
کرم کا ایک جھونکا ہند سے طیبہ کو لے آیا

وہ طیبہ جو مرے خوابوں کی، ارمانوں کی جنت ہے
یہاں راحت ہی راحت ہے، یہاں رحمت ہی رحمت ہے

خبر ایسی سُناتا ہوں کلیجہ منھ کو آئے گا
سُنا ہے چند ہی دن میں مدینہ چھوٹ جائے گا

بہت سے بھائی پہلے جاچکے اب اپنی باری ہے
عجب حالت ہے دل کی آنسوؤں کا تار جاری ہے

ابھی سے کچھ مزہ آتا نہیں ہے کھانے پینے میں
وہ دن بھی آرہے ہیں جب نہ ہوگا لطف جینے میں

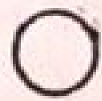
رہے گی جلوت و خلوت میں مونس، یادِ طیبہ کی
ہمیشہ رٹ لگائے گا دلِ ناشاد طیبہ کی

نہ جانے پھر اِس ارضِ پاک پر کب حاضری ہوگی
نہ جانے خشک شاخِ آرزو پھر کب ہری ہوگی

نہ جانے کب مری قسمت کا تارا اوج پر ہوگا
نہ جانے کب مرا سر اور اُن کا سنگِ در ہوگا

تڑپ ہے اور نہ میرے آنسوؤں کا تار بہتا ہے
مرا مایوس دل رہ رہ کے مجھ سے اب یہ کہتا ہے

کرم کی ہوگی بارش دیکھ لینا خشک سالی میں
نہ رو مرزاؔ کہ ہوگی یاد پھر دربارِ عالی میں





پانی کے جہاز سے واپسی کے وقت یہ دعائیہ اشعار کہے گئے

؎

اللہ مدینے کی نئی شان دِکھا دے
اس سال وہاں کا مجھے رمضان دکھا دے

وہ گنبدِ خضرا جو ہے انوار کا مرکز
وہ دل ہے مرا، اور مری جان دکھا دے

سرکارؐ کے قدموں میں ملے دفن کی عزت
سب اہلِ حرم کو مرا ارمان دکھا دے

طیبہ ہی سما جائے مرے قلب و نظر میں
طیبہ کے نظارے مجھے ہر آن دِکھا دے

وہ عظمتِ پارینہ پھر اِک بار عطا ہو
اُمت کے بزرگوں کا وہ ایمان دِکھا دے

اس سال بھی پھر عزتِ حج مجھ کو عطا ہو
پھر مجھ کو وہی نور کے میدان دِکھا دے

دورانِ مصائب میں ملے صبر کی توفیق
ہوتا ہے حقائق پہ جو ایقان دکھا دے

سرکارِ دو عالمؐ کے جو منظورِ نظر ہیں
مرزاؔ کو خدا ایسے مسلمان دکھا دے





طیبہ کی برکات نہ پوچھو
ملتے ہیں جو صدقات نہ پوچھو

طیبہ کا دیوانہ ہوں ، مجھ سے
دوسری کوئی بات نہ پوچھو

طیبہ میں اُن کے لُطف و کرم کی
کیسی ہے بہتات نہ پوچھو

چاروں طرف اِک نور کا عالم
نور کی وہ برسات نہ پوچھو

گھیرے ہوئے ہے اُنؐ کی رحمت
طیبہ کے دن رات نہ پوچھو

صبح کو طیبہ سے جانا تھا
کیسے کٹی وہ رات نہ پوچھو

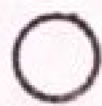
ہر لمحہ کا رنگ نرالا
نور کے وہ لمحات نہ پوچھو

ایک سے اونچا ایک ہے درجہ
کتنے ہیں درجات نہ پوچھو

عشق کی بازی جیت کے ہارے
کیسے ہوئی یہ مات نہ پوچھو

آ تو گئے طیبہ سے مرزا
لائے ہیں کیا سوغات نہ پوچھو





وہ ہے کون جو میری قسمت جگائے
مدینے میں رکھے، کھلائے پلائے

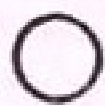
انہیں کے اشارے سے بنتی ہے بگڑی
نہیں آتا کوئی یہاں بن بلائے

مدینے میں مرنے کی عزت عطا ہو
غلام اب جو آئے تو واپس نہ جائے

تمہارے سوا کون مونس ہے آقا
یہ دکھڑا غلام اور کس کو سنائے

دعا ہے کہ اللہ طیبہ میں مرزا
ادب سے رکھے اور ادب سے اٹھائے





کرنے سے پابندئ سنّت!
مل جاتی ہے رب کی محبت!

کون ہے ایسا جس نے جہاں میں
شمس و قمر پر کی ہے حکومت

آپ کی ہاں بھی اور نہیں بھی
دونوں ہیں احکامِ شریعت

اُنؐ کی مرضی، رب کی مرضی!
اُنؐ کی اطاعت، رب کی اطاعت

دیتا ہے قرآن گواہی!
آپ سے بیعت رب سے بیعت

پتھر سے بدتر ہے وہ دل!
جس میں نہیں ہے اُن کی محبت

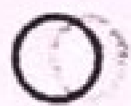
سب کو مبارک اُنؐ کی غلامی
وہ آئے ہیں کرنے حکومت

اُن کی عظمت کھول دے دل پر
دے دے الٰہی سچّی محبت

یثرب جو تھا، بن گیا طیبہ
اُن کے قدم کی ہے یہ برکت

ایسے عمل میں رکھ کر مرزاؔ
کیسے دکھاؤں اُن کو صورت





اگلے پچھلے شاملِ اُمّت
سب پر ہے دامانِ رحمت

رحمتِ کُل ہیں، سرورِ عالم
رب ہی جانے اُن کی حقیقت

اُن کا ادب ہے دل کا تقویٰ
اُن کی رضا ہے جانِ عبادت

سب کی مصدّق بن کر آئے
سب نے دی ہے اُن کی بشارت

بدلے کی طاقت بھی رکھ کر
عفو و کرم تھی اُن کی عادت

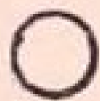
دین و دنیا دونوں سنوارے
عشقِ محمدؐ ہے وہ دولت

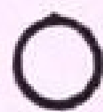
مستغنی ہوں کیسے جب ہے
ہر منزل پہ اُنؐ کی ضرورت

اُن کے قدم کے وابستہ کو
دونوں جہاں میں ملتی ہے عزت

یہ تو مجسّم مرضیٔ حق ہیں
واجب سب پر اُن کی اطاعت

حدِّ زمان و مکاں میں مرزاؔ
قید نہیں ہے اُن کی نبوت





اُنؐ کی عطا کا نام ہے جنت
اُنؐ کی غلامی ہے یہ ولایت

اُنؐ کا ہوا جو، رب کا ہوا وہ
اُنؐ کی معیت ، رب کی معیت

کنکریوں نے دی ہے گواہی
سبحان اللہ شانِ رسالت

جسم کا قبلہ ، خانہ کعبہ
دل کا قبلہ ہے رُخِ حضرتؐ

دنیا نے نہ دیکھی ، نہ سُنی تھی
ایسی صورت ، ایسی سیرت

دنیا کے محتاج نہیں یہ
دنیا کو ہے اُن کی ضرورت

سب بندے محتاج ہیں اُن کے
اُن کو فقط ہے رب کی حاجت

خلق تھا اُنؐ کو سب سے اعلیٰ
دیتا ہے قرآن شہادت

جاں تو دے دی دین نہ چھوڑا
دین کی پوچھو، اُن کی حلاوت

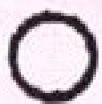
اُن کے کرم کو جو پاتا ہے
آ جاتی ہے اُس میں کرامت

مکڑی کے اک جال سے رب نے
فرمائی تھی اُن کی حفاظت

اُنؐ کی یہ چوکھٹ کا صدقہ ہے
سب کہتے ہیں جس کو ولایت

اُن کی رضا جوئی ہے مرزاؔ
قلبِ شریعت، جانِ طریقت

○



سرزمینِ طیبہ کی شان سب سے عالی ہے
جلوہ گر، سبحان اللہ، دو جہاں کا والی ہے

اس غنا کے میں صدقے، ایسے فقر کے قرباں
نعمتیں ہیں قبضے میں اور پیٹ خالی ہے

ان کے پاک روضہ کا حُسن ظاہری یہ ہے
لال لال مسجدیں، سبز سبز جالی ہے

سردیوں میں ہے یہ گرم، گرمیوں میں ٹھنڈی ہے
اِن کی پیاری مسجد کی شان بھی نرالی ہے

قلب کی ہے ٹھنڈک کو دیدِ گنبدِ خضرا
روح کی تسلّی کو وہ سنہری جالی ہے

بیٹھے ہیں چٹائی پر، عرش پر رسائی ہے
اِس نرالے دلبر کی، ہر ادا نرالی ہے

مست ہے وہ گُدڑی میں بادشاہ سے مرزاؔ
مانگتا نہیں ان کے در کا جو سوالی ہے

ان کے خلق کا مداح، ان کا رب تعالیٰ ہے
بے مثال آقا کی، ہر صفت مثالی ہے





Donated By
Dr. RASHEED MOOSAVI

ہے جوش پہ یوں جُود و سخا اُن کی گلی میں
منگتے سے بھی ملتا ہے سِوا اُن کی گلی میں

آنکھوں نے کہیں اور یہ منظر نہیں دیکھا
ہیں ایک سے سب شاہ و گدا اُن کی گلی میں

اس شخص کو خوش بخت کہا کرتے ہیں سب لوگ
جس شخص کی آتی ہے قضا اُن کی گلی میں

دنیا میں کہیں اور جو نعمت نہیں ملتی
ہوتی ہے وہ نعمت بھی عطا اُن کی گلی میں

جینے میں تو جینا ہے مدینہ کا و لیکن
مرنے کا بھی ملتا ہے مزا اُن کی گلی میں

ہر موئے بدن شکر بجا لایا تو کم ہے
یہ کچھ کہہ نہیں سکتے جو ملا اُن کی گلی میں

راتوں میں نظر آتے ہیں جنت کے نظارے
فردوس کی چلتی ہے ہوا اُن کی گلی میں

یہ حال ادب کا ہے کہ چلتے ہیں دبے پاؤں
مردانِ خدا اہلِ صفا ان کی گلی میں

ہر ایک کی بگڑی کو بنا دیتے ہیں سرکار
مقبول ہے ہر دل کی دعا اُن کی گلی میں

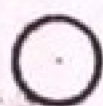
ملتے ہیں وہاں اب بھی بصیرت کے نمونے
دل جلتے ہیں، شمعوں کی جگہ اُن کی گلی میں

مانے کہ نہ مانے کوئی حق بات یہی ہے
اللہ کا ملتا ہے پتہ اُن کی گلی میں

مرزاؔ مری تخلیق کا مقصد ہے عبادت
ملتا ہے عبادت کا مزا اُن کی گلی میں

کعبہ میں جسے ڈھونڈ کے ہم تھک گئے مرزاؔ
صد شکر کہ وہ ہم کو ملا اُن کی گلی میں

○



ہیں رب کے انبیاء اعلیٰ سے اعلیٰ یا حبیب اللہ
تمہارا مرتبہ ہے سب سے بالا یا حبیب اللہ

دل و جاں سے جو ہو جائے تمہارا بزمِ عالم میں
اُسی کو کہتے ہیں اللہ والا یا حبیب اللہ

عطا کیجے شرف دیدار کا اب وقتِ آخر ہے
ملا ہے موت سے پہلے سنبھالا یا حبیب اللہ

نہ بھولوں کس طرح جب آپ کی ذرّہ نوازی نے
مجھے ہر اک مصیبت سے نکالا یا حبیب اللہ

دل و جاں اور آنکھوں نے تو اپنا کر لیا سجدہ
بڑی مشکل سے اِس دل کو سنبھالا یا حبیب اللہ

تمہاری ہر نظر تاریکیوں کو دور کرتی ہے
مرے دل میں بھی ہو جائے اُجالا یا حبیب اللہ

کرم نے آپ کے کھینچا مدینے کی طرف جب بھی
مراحل ہو گئے طے بالا بالا یا حبیب اللہ

جنھوں نے صدقِ دل سے آپ ہی کی پیروی کی ہے
انھیں کا دہر میں ہے بول بالا یا حبیب اللہ

فرشتے لے گئے جنت میں جب مجھ کو مدینے سے
لگا نقشہ ہے جیسے دیکھا بھالا یا حبیب اللہ

کرم کی ایک نظر فرمائیے سرکارؐ مرزاؔ پر
کہ کہتا ہے تمہارے در کا پالا یا حبیب اللہ





ارمان میرے دل کا ہو پورا کبھی کبھی
ملتا رہے نواسوں کا صدقہ کبھی کبھی

دیوانہ مجھ کو کہتے ہیں سب لوگ اس لئے
ہنستا کبھی کبھی ہوں تو روتا کبھی کبھی

سب میرے حال کا انھیں پہلے سے علم تھا
ناحق یہ کچھ اپنا حال سنایا کبھی کبھی

پیہم کرم نے اُن کے کیا سرفراز جب
اپنے پہ آپ ہو گیا دھوکہ کبھی کبھی

جلوے نئے نئے نظر آتے ہیں خیر سے
اُٹھتا ہے جب نگاہ سے پردا کبھی کبھی

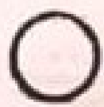
جیسے ہے ایک نُور کا گولا بہت بڑا
یوں بھی دِکھا ہے گنبدِ خضرا کبھی کبھی

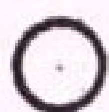
اِک خستہ حال بہت کا مارا دکن میں ہے
نظرِ کرم ہو اس پہ بھی آقا کبھی کبھی

چاروں طرف بس ایک سمندر ہے نُور کا
اس طرح بھی مدینہ کو دیکھا کبھی کبھی

جلوؤں کے اُس ہجوم کا فیضان دیکھیے
اپنی نظر ہی بن گئی جلوا کبھی کبھی

مرزاؔ غریب ایک نکمّا غلام ہے
ابرِ کرم کا اس پہ بھی چھینٹا کبھی کبھی





اپنا اپنا ہے یہاں پیشِ نظر سود و زیاں
پیٹ کے واسطے مصروف ہے ہر پیر و جواں

محفلِ عیش سجا کرتی ہے رہ رہ کے یہاں
کان دھر کے کوئی سنتا ہی نہیں آہ و فغاں

آب دیدہ بھی ہوں، بیکل ہوں، پریشان ہوں میں
جان باقی ہے مگر ایسی کہ بے جان ہوں میں

جب سے چھوٹا ہے مدینہ مجھے یوں لگتا ہے
جیسے جنت سے نکالا ہوا انسان ہوں میں

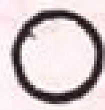
کہہ دو مرزاؔ سے کہ وہ بند رکھے اپنی زباں
کوئی راضی نہیں سننے کے لئے غم کا بیاں

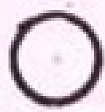
نہ سُنے کوئی تو سن لیتے ہیں آقائے جہاں
جن سے پوشیدہ نہیں سوزِ دروں دَردِ نہاں

دست بستہ یہ گذارش ہے طبیبو دوراں
زندگانی پہ مری موت کا ہوتا ہے گماں

گھومتا ہے مری آنکھوں میں مدینے کا سماں
دُور پانی سے ہو مچھلی تو اُسے چین کہاں

دور اُفتادہ ہوں رحمت کا اشارہ ہو جائے
پھر مدینے کے وہ ٹکڑوں پہ گذارا ہو جائے





بیاں سے ہے زبان قاصر وہ پایا صدقہ تری گلی میں
کہیں جو مجھ کو نظر نہ آتا وہ دیکھا جلوہ تری گلی میں

جو آئے علمی غرور والے یہاں سے کورے ہی وہ سدھارے
حقیر بن کر یہاں جو آیا اُسی نے پایا تری گلی میں

ہر ایک کا کاسۂ گدائی کرم سے بھرپور ہو رہا ہے
ترے کرم سے کرم کا دیکھا عجب تماشہ تری گلی میں

طلب سے پہلے وہاں تو ہوتی ہے اُس کے دل کی مراد پوری
ترے گدا کو کبھی نہ دیکھا کہ ہاتھ اُٹھایا تری گلی میں

ہجوم جلوؤں کا ہے یہاں پر کوئی بھی جلوہ نہیں مکرر
کسی بھی جلوے کو جب بھی دیکھا نیا ہی دیکھا تری گلی میں

وہ اغنیا ہوں کہ اصفیا ہوں وہ اتقیا ہوں کہ اولیاء ہوں
ہے کون ان میں جو بھیک لینے کبھی نہ آیا تری گلی میں

اِدھر بھی اِک دن کبھی گذر ہو کرم کی اس پر بھی اک نظر ہو
کرم کا بھوکا خراب و خستہ پڑا ہے مرزاؔ تری گلی میں





آبدیدہ میں کھڑا ہوں اُن کے در کے سامنے
میری نافرمانیاں سب ہیں نظر کے سامنے

خدمتِ آقا میں آئے جیسے اِک بھاگا غلام
یوں بشر حاضر ہوا خیر البشر کے سامنے

میرے آقا رحمتِ کُل، جلوہ فرما ہیں یہاں
میں نہیں آیا ہوں یہ دیوار و در کے سامنے

ان سے پوشیدہ رہے گا حال میرا کیا مجال
سارا عالم ہے کھُلا ان کی نظر کے سامنے

یہ کرم ہے عاصیو اور اس کو کہتے ہیں کرم
جوش پر آتی ہے رحمت چشمِ تر کے سامنے

ان کے صدقے جب پڑی اُن کے کرم کی اِک نظر
اِک نئی دنیا نظر آئی نظر کے سامنے

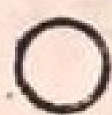
واقعہ ہے دید کی عزت کے میں قابل نہیں
یہ شرف کیا کم ہے ہوں اُن کی نظر کے سامنے

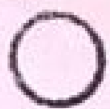
جب بھی میں سجدہ میں جاتا ہوں تو اِسکو کیا کروں
انکی چوکھٹ ہی رہا کرتی ہے سر کے سامنے

یہ سحر کے آتے ہی ہمیشہ جھوٹ ہوتا ہے قرار
سنگ ریزہ ٹِک نہیں سکتا گُہر کے سامنے

یوں تو کہنے کو بہادر ہے بہت مرزاؔ مگر
دل دیتا ہے سپر دردِ جگر کے سامنے

اَب بھی ہے مرزاؔ کو جانے کس کے آنے کا یقین
لَو لگائے بیٹھتا ہے رہگزر کے سامنے





ہم نے نہ سُنی آہ و بکا اُنؐ کی گلی میں
جینے کا ہمیں لطف ملا اُنؐ کی گلی میں

سربستہ ہیں جو راز وہ کُھلتے ہیں یہیں پر
فانی کو بھی ملتی ہے بقا اُنؐ کی گلی میں

برزخ کی نہ وحشت ہو نہ محشر کی ہو دہشت
مل جائے اگر قبر کی جا، اُنؐ کی گلی میں

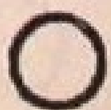
مکّہ میں بھی واللہ بڑے لطف سے گذری
حق یہ ہے کہ جی اپنا لگا اُنؐ کی گلی میں

رحمت ہے یہاں، چین ہے، اور عفو و کرم ہے
آجاتا ہے جنّت کا مزا، اُنؐ کی گلی میں

چھوٹا تو ہوں لیکن یہ مری بات بڑی ہے
اللہ کا ملتا ہے پتا اُنؐ کی گلی میں

مانے کہ نہ مانے کوئی حق بات ہے مرزا
ملتا ہے عبادت کا مزا اُنؐ کی گلی میں

مرزا تھا بہت اس کے لئے مضطر و بیتاب
صد شکر کہ وہ پہنچ گیا اُنؐ کی گلی میں





جس کو طیبہ میں موت آئے گی
اُس کی تقدیر مسکرائے گی

اُنؐ پہ مرنا کمال ہے ورنہ
جانی والی ہے جان جائے گی

جس کو مل جائے گی کرم کی نظر
زندگی اس کی لہلہائے گی

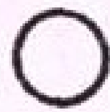
چھوڑ دیں گے جو اُن کے دامن کو
دنیا کا ہے کو منہ لگائے گی

میرے سرکارؐ کا کرم ہو اگر
اپنی پستی عروج پائے گی

اُنؐ کا در چھوڑ دے گی جو ہستی
ٹھوکریں در بہ در کی کھائے گی

مرزا جاتے تو ہو مدینے سے
ہر گھڑی اُس کی یاد آئے گی





دُکھڑا میں کیا سناؤں تمہیں دیکھنے کے بعد
روؤں کے مسکراؤں تمہیں دیکھنے کے بعد

پاسِ ادب میں شکر کو گونگا بنا دیا
کیسے زباں ہلاؤں تمہیں دیکھنے کے بعد

اب دیکھنے دکھانے کے قابل نہیں رہا
کیا دیکھوں، کیا دکھاؤں تمہیں دیکھنے کے بعد

کیا خوب ایسی نعمتِ عظمیٰ کو چھوڑ دوں
اَب کس کے پاس جاؤں تمہیں دیکھنے کے بعد

اِس سے بڑی جہاں میں کوئی بارگاہ ہے؟
دَر کس کا کھٹکھٹاؤں تمہیں دیکھنے کے بعد

بے دیکھے سب سناتے ہیں، میری ہے التجا
اشعار میں سناؤں تمہیں دیکھنے کے بعد

علم و عمل یہ حُسنِ خداداد اور یہ خُلق
ایمان کس پہ لاؤں تمہیں دیکھنے کے بعد

کعبہ کے سامنے بھی فقط سر جُھکا سکا
یہ دل کہاں جھکاؤں تمہیں دیکھنے کے بعد

میرا یہ عیب فضل وکرم سے شہود ہو
سجدہ میں ایسا میں جاؤں تمہیں دیکھنے کے بعد

مرزاؔ ادب سے پوچھ رہا ہے حضورؐ سے
دل میں کیسے بساؤں تمہیں دیکھنے کے بعد





افسانۂ حیات کا عنوان ہیں حضورؐ
یہ کائنات جسم ہے اور جان ہیں حضورؐ

قرآن ہے گواہ کہ ایمان ہیں حضورؐ
ایمان کہہ رہا ہے مری جان ہیں حضورؐ

ہے اور کون جس پہ کروں جان میں نثار
ارمان ہی نہیں مرے درمان ہیں حضورؐ

میں کیا، مری بساط ہے کیا نعت جو کہوں
اللہ مدح خواں ہے وہ ذی شان ہیں حضورؐ

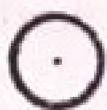
کشتی کو چھوڑ، چپکے سے طوفان چل دیا
جب یہ سُنا کہ اس کے نگہبان ہیں حضورؐ

مانے اسے کہ کوئی نہ مانے جہان میں
ذاتِ خدائے پاک کی پہچان ہیں حضورؐ

حُسنِ نوشت میں تو ہے ساکت کلامِ حق
حُسنِ عمل میں بولتا قرآن ہیں حضورؐ

کیسے ادب سے بات یہ مرزاؔ نے عرض کی
ایمان کی یہ ہے، مرا ایمان ہیں حضورؐ





طالب ہوں شفاعت کا، محتاج ہوں رحمت کا
میں سب سے بڑا عاصی ہوں آپؐ کی اُمّت کا

پھر یاد مدینے کی بے چین بناتی ہے
رہ رہ کے بُلاتا ہے پھر شوق، زیارت کا

خود شہرِ مدینہ بھی تعریف سے بالا ہے
آقائے مدینہ تو شہکار ہے قدرت کا

جب عرشِ معلّیٰ نے نعلین کو چُوما ہے
ملتا ہے پتہ اِس سے سرکار کی عظمت کا

یہ یادِ مدینہ بھی ہے اُنؐ کا کرم مرزاؔ
کس طرح ادا مجھ سے ہو شُکر یہ نعمت کا





یوں مدینے میں آئے مستانے
شمعِ روشن پہ جیسے پروانے

اس کی سب نیکیاں اکارت ہیں
دل سے جو آپ کو نہیں مانے

اُنؐ کی چشمِ کرم کا صدقہ ہے
ہوئے آباد جو تھے ویرانے

مست کرتے ہیں اپنی آنکھوں سے
صدقے آنکھوں پہ اُن کیؐ میخانے

اُن کے دم سے بنے خدا کے گھر
وہی دل جو کہ تھے صنم خانے

ہر بڑے نے بڑا کہا ہے انہیں
ہیں وہ کتنے بڑے خدا جانے

درسِ توحید دیتے ہو مرزاؔ
دل کے اندر بسے ہیں بُت خانے





ماہ فروری سنہ ۱۹۷۴ء کے آخری ہفتے میں ابوا شریف میں حاضری کی عزت نصیب ہوئی جہاں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا مزارِ مبارک ہے۔ چٹیل میدان، غیر آباد علاقہ میں ایک چھوٹی سی پہاڑی پر یہ مزار واقع ہے۔ مستورہ منزل سے بیس ۲۰، پچیس ۲۵ میل اندر جانا ہوتا ہے۔ وہیں سے راستہ بتانے والے کو ساتھ لینا ضروری ہے۔

آمنہ مائی ہو تجھ پر خاص لُطفِ کردگار
رحمتوں کے پھول برسایا کرے ابرِ بہار

ذرہ ذرہ ہے یہاں کا تیرے غم میں سوگوار
تیری تربت دیکھ کر دل ہوگیا ہے بے قرار

جوشِ دل کا ہو رہا ہے میری آنکھوں سے رواں
ٹوٹنے کا نام لیتے ہی نہیں آنسو کے تار

اس بیاباں میں تجھے مائی اکیلا دیکھ کر
پاسبانی کرتے ہیں چاروں طرف سے کوہسار

صبح سے تا شام ہوتا ہے یہ نکھارِ آفتاب
چاند تارے رات بھر ہوتے ہیں مرقد پر نثار

خوں کے آنسو بہا کر چشمِ حیرت دیکھ لے
عرش کے مہمان کی ہے والدہ کا یہ مزار

جو ترا لختِ جگر چھوٹا سا تیرے ساتھ تھا
رحمت اللعالمین ہے شافعِ روزِ شمار

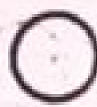
حق تعالیٰ کا ہے جو محبوب اُس کی ماں ہے تُو
تیرا رتبہ ہے بڑا اور سب سے اونچا ہے وقار

ہے دُعا ہم سب کی تیرے اور ہوں درجے بلند
قبر پر سایہ فگن ہو رحمتِ پروردگار

کشتیاں لایا کریں فضل و کرم کے پھول کی
آسماں سے حوریں حاضر ہوں قطار اندر قطار

نامور فرزند سے اپنے سفارش کیجئے
وہ اگر راضی رہیں ہم سے تو پھر بیڑا ہے پار

غم زدہ مرزاؔ کے حق میں بھی دُعا فرمائیے
تا ملے عزت یہاں کی حاضری کی بار بار



میں جھوٹ نہ بولوں گا ملّا کے ڈرانے سے
جاتا ہوں مدینے کو میں حج کے بہانے سے

ہمت ہے تو تم پوچھو کیوں مجھ کو بلاتے ہیں
میں خود نہیں جا سکتا جاتا ہوں بلانے سے

میں عشق کا بندہ ہوں طیبہ ہے مری جنت
کیا فائدہ اے ناصح پھر بات بڑھانے سے

یہ آگ ہے اُلفت کی، یہ بجھ ہی نہیں سکتی
کچھ اور بھڑکتی ہے یہ آگ بجھانے سے

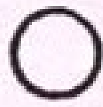
سنگِ درِ جاناں پر جب دل ہی نہیں جھکتا
کیا تجھ کو ملے گا پھر اِس سر کو جھکانے سے

سرکارِ دو عالم کی اُلفت نہ ہو گر دل میں
کچھ ہاتھ نہیں آتا کعبہ کو بھی جانے سے

ہے دل کی جلن لازم یہ عشق کی محفل ہے
یاں کام نہیں چلتا باتوں کے بنانے سے

آنکھوں کے یہ آنسو تو مرزا ہیں بڑی نعمت
جوش آتا ہے رحمت کو آنسو کے بہانے سے





دونوں جہاں میں نور کی یہ انجمن کہاں
ہوں گے چمن بہت سے مگر یہ چمن کہاں

دنیا میں حُسن والے تو ہیں اور بھی حضور
حسنِ ملیح، اور یہ نوری بدن کہاں

گلشن بھی ہیں، بہار بھی ہے، گُل بھی ہیں وہاں
اُن میں مگر یہاں کے گلوں کی پھبن کہاں

دنیا میں کچھ کمی نہیں سامانِ لطف کی
لیکن بتایئے کہ ہے لطفِ وطن کہاں

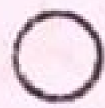
یادِ وطن سے بڑھ کے مدینے کی یاد ہے
پیوست، جان و دل میں وہ یادِ وطن کہاں

بُلبلِ فراقِ گُل میں چہکتی ہے جب کبھی
وہ لَے کہاں، یہ نغمۂ زاغ و زغن کہاں

اُمت کے غمگسار تو ہیں اور بھی مگر
اُمت کی غمگساری کی ایسی لگن کہاں

مرزاؔ نے دل کا درد بھرا ہے کلام میں
بے درد شاعری میں یہ لطفِ سخن کہاں





اُن کے ہو کر جو جیا کرتے ہیں
مفلسی میں بھی مزا کرتے ہیں

اُن کو اللہ سلامت رکھے
مجھکو جو یاد کیا کرتے ہیں

یہ کرم ہے کہ مدینے والے
میری آمد کی دعا کرتے ہیں

جس سے خوش ہوتے ہیں میرے سرکار
اُس کو جنت بھی عطا کرتے ہیں

آپ کی نیند کی خاطر سے علیؓ
اِک نماز اپنی قضا کرتے ہیں

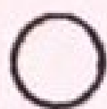
وہ ہیں ایمان کی دولت والے
اُن پہ جو جان فدا کرتے ہیں

دفع کرنے کے لئے ہر مشکل
اُن کا ہم نام لیا کرتے ہیں

جو فقط رب کی سُنا کرتا ہے
سب یہاں اُس کی سُنا کرتے ہیں

شاعری کرتے تھے پہلے مرزاؔ
اب فقط نعت کہا کرتے ہیں





کہوں کیا کہ کیسی راحت دلِ مضطرب نے پائی
مجھے تیرے سبز گنبد کی جھلک نظر جو آئی

میں نہیں ترے غلاموں کے بھی جوتیوں کے قابل
یہ فقط ترا کرم ہے کہ مرادِ دل بر آئی

میں سیاہ قلب لے کر ترے پاس آگیا ہوں
نظرِ کرم سے کر دے، مرے قلب کی صفائی

مرے لب پہ نام تیرا، مرے دل میں یاد تیری
نئی زندگی ملی ہے، تری جب سے دُھن سمائی

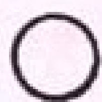
مجھے جب سے مل گیا ہے نظرِ کرم کا صدقہ
نہ وقار کی تمنا نہ ملالِ جگ ہنسائی

یہی آرزو ہے دل کی ترے در پہ جان نکلے
وہی در جہاں ملا ہے مجھے لطفِ جبّہ سائی

تری آستاں بوسی کا شرف ہے مجھ کو حاصل
یہی زادِ آخرت ہے، یہی میری ہے کمائی

یہ سیاہ کار مرزاؔ ترے در پہ آ پڑا ہے
اِسے دو جہاں سے بڑھ کر ترے در کی ہے گدائی





کبھی یہ حال ہے کچھ بھی نہیں ہے
کبھی جو کچھ ہے سب زیرِ نگیں ہے

کبھی آرام کو فرشِ زمیں ہے
وہی محبوبِ رب العالمین ہے

مقدر کا ستارہ اوج پر ہے
درِ شاہِ دو عالم پر جبیں ہے

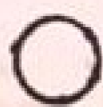
اُسی کی ہے نبوت تا قیامت
جو بچپن ہی سے صادق اور امیں ہے

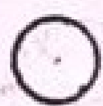
کسی سائل کو لوٹایا نہ خالی
نہیں کا لفظ ہی لب پر نہیں ہے

وہ زندہ معجزہ محبوبِ حق کا
کلامِ پاک قرآنِ مبیں ہے

مثالی ہے مرے آقا کی ہر بات
وہ یکتا ہے جواب اُس کا نہیں ہے

مدینہ سے میں گو ہوں دُور لیکن
کرم یہ ہے کہ میرا دل وہیں ہے
گنہ گار ہوں سے لرزتا ہوں میں مرزاؔ
مرا آقا شفیع المذنبیں ہے





ہوئے غالب بالآخر ہر بلا پر
بھروسہ تھا جنھیں ربّ العُلیٰ پر

وہی پاتے ہیں لطفِ زندگانی
رہیں راضی جو مولا کی رضا پر

وہی مومن ہے جو ایمان لائے
خدا پر اور محبوبِ خدا پر

مقدر کا ستارہ اوج پر ہے
جبیں جب سے جھکی ہے نقشِ پا پر

سہارا لے کر اُن کاؐ، گر وہ بڑھتے
نہیں چلتا کوئی جبریلؑ کا پر

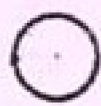
خدا کے بعد تو اُن کیؐ اطاعت
ہوئی ہے فرض مخلوقِ خدا پر

دیا اِتنا، گدا نے پھر نہ مانگا
عطا کو ناز ہے اُن کی عطا پر

عروج ان کا تو ہے اب تک بھی جاری
نہ جانے کب وہ پہنچے انتہا پر

یہاں آ جائے وہ مرزاؔ کہاں ہے
میں سر کے بل چلوں ایسی صدا پر





نئے دن رات ساتھ اپنے نئے جلوے بھی لاتے ہیں
مزہ تو دید کا اہلِ نظر طیبہ میں پاتے ہیں

مدینۂ پاک کو یوں تو کئی زردار جاتے ہیں
مگر جانا انھیں کا ہے جنھیں آقا بلاتے ہیں

وہاں جاکر بھی جو بد بخت کچھ تشنگی جتاتے ہیں
یہی وہ ہیں جو دریا پر بھی جاکے پیاسے آتے ہیں

چمٹنا، چومنا، چکّر لگانا، سب ہے مکّہ میں
وہاں تو عشق کے ارمان اپنی داد پاتے ہیں

مدینہ، جس میں ہیں محبوبِ حق نظروں سے پوشیدہ
مگر لطف و کرم کے اب بھی وہ دریا بہاتے ہیں

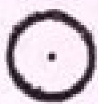
وہ ہے دربارِ رحمت، پھر بھی عظمت کا یہ عالم ہے
جنوں اور عشق بھی اُس جا مودّب بن کے آتے ہیں

خدا کے فضل و رحمت سے مدینہ جن پہ کھلتا ہے
وہی خوش بخت فیضانِ مدینہ ساتھ لاتے ہیں

جنوں کا جو قدم طیبہ میں اُٹھے باادب اُٹھے
یہ مشکل ہے مگر اہلِ جنوں یہ کر دکھاتے ہیں

غلام اُن کے ہوں کوسوں دُور یا نزدیک اے مرزاؔ
کہیں بھی ہوں مگر سرکارؐ کا فیضان پاتے ہیں





نہ تو اُن کا کوئی شریک ہے، نہ تو اُن کی کوئی مثال ہے
ہے بشر کے روپ میں نورِ حق، بخدا خدا کا کمال ہے

یہ تو اور بڑھتا ہی جائے گا، یہ ہے مہر اُن کے عروج کا
نہ تو اس کا کوئی غروب ہے، نہ تو اُس کو کوئی زوال ہے

میں تڑپ رہا ہوں فراق میں، مجھے اس گھٹن سے نکالئے
یہ فضا تو ایسی کثیف ہے، مجھے سانس لینا وبال ہے

میں سراپا جرم و قصور ہوں، مرا حالِ زار نہ پوچھئے
ہوں خراب سے بھی خراب تر، یہی مختصر مرا حال ہے

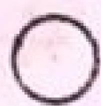
یہ حبیبِ پاک کا شہر ہے، نہیں ہے یہ باغِ ارم سے کم
نہ کسی کو یاں کوئی فکر ہے، نہ کسی کو حزن و ملال ہے

جو اُنہی کے در کے فقیر ہیں، وہی اپنی آپ نظیر ہیں
نہ کسی کا دستِ دراز ہے، نہ کسی کے لب پہ سوال ہے

میں کہوں جو تجھ سے تو کیا کہوں، تو رؤف ہے تو رحیم ہے
تری اِک نگاہ کی بات ہے، میری زندگی کا سوال ہے

یہ حبیبِ حق ہیں، یہ نورِ حق، ہے انہی کے دم سے ظہورِ حق
کروں نعت کا جو میں حق ادا، بھلا مرزا میری مجال ہے





جانا ہے سُرخرو جنھیں مولا کے سامنے
رہتے ہیں احتیاط سے دنیا کے سامنے

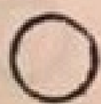
بے شک کریم ہیں مرے آقاؐ کریم ہیں
یہ منھ لیے کے جاؤں اُس آقاؐ کے سامنے

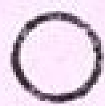
آنسو ٹپک رہے ہیں تو ہے سر جھُکا ہوا
بھاگا ہوا غلام ہے آقاؐ کے سامنے

اس در سے بھیک ملتی ہے سارے جہان کو
صد شکر میں ہوں اُس درِ والا کے سامنے

عرشِ بریں کہاں ہے بتا دوں میں آپ کو
"عرشِ بریں ہے گنبدِ خضرا کے سامنے"

مرزاؔ ترے گناہ تو بے شک ہیں بے شمار
پھر بھی یہ کیا ہیں بخششِ مولا کے سامنے





اپنے کو وقف کر دو اگر دیدہ ور کے ساتھ
پھر سابقہ پڑے گا نہ خوف و خطر کے ساتھ

جلوؤں کا لطفِ دید ہے جیسے نظر کے ساتھ
چوکھٹ کا لطفِ خاص ہے ویسے ہی سر کے ساتھ

کچھ زید کے ہیں ساتھ، تو کچھ ہیں بکر کے ساتھ
شکرِ خدا کہ ہم ہیں شہِ بحر و بر کے ساتھ

اللہ کے نبی تو ہزاروں میں ہیں مگر
خیر البشر کی بات ہے خیر البشر کے ساتھ

رحمت کا لطف ملتا ہے طیبہ میں دوستو
ہو حاضری ادب سے اگر چشمِ تر کے ساتھ

نکلی اِدھر زباں سے، اُدھر پا گئی مراد
طیبہ میں ہے ملاپ دُعا کا اثر کے ساتھ

دیکھا حضورؐ کو تو غلام ہو گئے عمرؓ
نکلے تھے اپنے گھر سے گو عزمِ دگر کے ساتھ

وہ ایک ہی سفر ہے، جہاں عازمین کی
تعظیم ہونے لگتی ہے عزمِ سفر کے ساتھ

لطف و کرم ہے جب سے نکھتے غلام پر
اُس کی گزر رہی ہے بڑے کر و فر کے ساتھ

جب دل نہ ہو شریک تو پھر وہ دُعا نہیں
گو لب پہ آئے صحتِ زیر و زبر کے ساتھ

حالات بھی نئے ہیں خیالات بھی نئے
لیکن ہے سابقہ وہی شام و سحر کے ساتھ

سچ پوچھئے اگر تو ہے تقلید اُسی کا نام
مشروط ہو نہ کوئی اگر اور مگر کے ساتھ

منزل کا خوب یاد ہو جس کو اتا پتہ
لطفِ سفر ہے ایسے کسی راہبر کے ساتھ

پرواز کی سکت جو نہیں ہے نہیں سہی
پرواز کا ہے عزم تو بے بال و پر کے ساتھ

کیا وقت آپڑا ہے کہ آئینہ دیکھئے
آمادۂ فساد ہے آئینہ گر کے ساتھ

طیبہ سے رخصتی کی گھڑی آگئی قریب
آنکھیں چمٹ کے روئیں وہ دیوار و در کے ساتھ

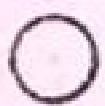
دل بیٹھنے لگا تو طبیعت ہوئی نڈھال
سجدوں کا ربط اور بڑھا سنگِ در کے ساتھ

رُکنے کا نام لیتے نہ تھے آنسوؤں کے تار
وحشت سی ہو رہی تھی خیالِ سفر کے ساتھ

راضی رضا پہ رہنے کی توفیق ہو عطا
ٹکرا رہی ہے عقل مری، میرے سر کے ساتھ

جس کا ہے مال، خدمتِ مخلوق کیلئے
ملتا ہے لطفِ زہد اُسے مال و زر کے ساتھ

مرزاؔ، یہ مانو خانہ بدوشی کو چھوڑ کر
قدموں میں بیٹھ جاؤ شہِ بحر و بر کے ساتھ



جو جان ہے شیدائے ابروئے محمدؐ ہے
جو دل ہے گرفتارِ گیسوئے محمدؐ ہے

کعبہ میں بھی جب اُن کی یاد آئی کہا دل نے
اللہ کے گلشن میں خوشبوئے محمدؐ ہے

ہے روح میں جو مستی صدقہ ہے مدینے کا
دل جس سے منوّر ہے وہ روئے محمدؐ ہے

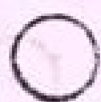
بدلے پہ اڑے رہنا ہر ایک کی عادت ہے
بدلے سے گزر جانا یہ خوئے محمدؐ ہے

دربار میں حاضر ہوں، یوں محوِ عبادت ہوں
مُنھ کعبہ کی جانب ہے دل سوئے محمدؐ ہے

اُن قدموں کے میں صدقے جن قدموں کی برکت سے
اب تک بھی ہواؤں میں خوشبوئے محمدؐ ہے

پہنچے جو مدینہ کو یہ راز کھلا مرزاؔ
اللہ کا جو گھر ہے وہ کوئے محمدؐ ہے





اُن کی حریمِ ناز میری چشمِ تر میں ہے
ایسی عظیم چیز اور اِتنے سے گھر میں ہے

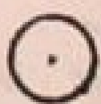
بھولا نہیں ہے دل تری ذرّہ نوازیاں
جلوؤں کی وہ بہار ابھی تک نظر میں ہے

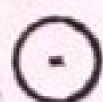
پرواز کی سکت تو نہیں ہے نہیں سہی
پرواز کی ہوس تو مگر بال و پر میں ہے

رنگینیاں تمام ترے دم کے ساتھ ہیں
پرتو ترے جمال کا شمس و قمر میں ہے

سمجھاؤں کس طرح میں تجھے میرے ہم نشیں
کیسی کشش مدینہ کے دیوار و در میں ہے

مرزاؔ وہی جنون جو طیبہ کو لے گیا
سودا اسی کا خیر سے پھر اپنے سر میں ہے





نام ترا تسکینِ دل و جاں
تیری محبت حاصل ایماں

عرش کی عزت، فرش کی زینت
میں ترے صدقے میں ترے قرباں

تیری رضا میں سیّد عالم
مضمر ہے خوشنودیِ یزداں

خادم در پر آیا ہے لے کر
دیدۂ گریاں، حالِ پریشاں

جاری و ساری فیض ہے تیرا
مجھ کو بھی صدقہ قاسمِ دوراں

کالی کملی والے آقا
میری ہر مشکل ہو آساں

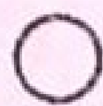
مُردہ دل زندہ ہو جائے
ویرانہ بن جائے گلستاں

مجھ کو عطا ہو نورِ حکمت
آساں کر دے مجھ پر قرآں

دیکھتے ہی قدموں پہ گروں میں
پورا ہو یہ میرا ارماں

نام میں تیرے پیارے محمدؐ
مرزاؔ کی راحت کا ساماں





میری قسمت کو جگاتی ہے علالت میری
اُن کے قربان وہ کرتے ہیں عیادت میری

یہ تعلق ہے مدینہ سے بفضلِ یزداں
نام سُنتے ہی مچلتی ہے طبیعت میری

تُجھ سے تھا دُور تو مجھ سا کوئی بد بخت نہ تھا
قابلِ رشک مگر آج ہے قسمت میری

اور تو اور خود اللہ کو پہچان لیا
جب سے معلوم ہوئی مجھ کو حقیقت میری

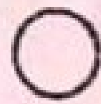
آپ کی مدح میری نعت نہیں کر سکتی
نعت گوئی سے مگر بڑھتی ہے عزّت میری

اور ہوگی کہیں جنّت مجھے انکار نہیں
میرے سرکارؐ کے قدموں میں ہے جنت میری

اُس کو ملتا ہے جسے آپ دلانا چاہیں
یہ حقیقت ہے نہیں ہے کوئی جرت میری

آپ کا نام سہارا ہے میرے جینے کا
آپ کی یاد میں رہنا ہے عبادت میری

اُنؐ کی رحمت کے مزے لُوٹ رہا ہوں مرزاؔ
لوگ ہنستے ہیں ہنسیں دیکھ کے حالت میری





نہ کیوں رشک ہم پر کریں چاند تارے
محمدؐ کے ہم ہیں محمدؐ ہمارے

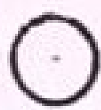
وہی حشر میں کام آئیں گے پیارے
تری یاد میں ہم نے جو دن گزارے

بہت سے یہی کہتے کہتے سدھارے
محبت کی بازی نہ جیتے نہ ہارے

ترا راندۂ در بگڑتا ہے ایسا
سنورتا نہیں لاکھ کوئی سنوارے

پڑے قافلہ میں یہ ناچیز مرزاؔ
چلا جا رہا ہے کنارے کنارے





کرم کی داستاں، ذرّہ نوازی کی کہانی ہے
غلاموں کا جو ہے ادنیٰ غلام اس کی زبانی ہے

بلندی اُنکی پستی اپنی، دونوں جان کر پھر بھی
محبت کا زبانی اِدعا۔ اک بد زبانی ہے

کرو تقلید اُن کی اور وہ تقلید بھی اندھی
یہی سچی غلامی اور غلامی کی نشانی ہے

غلامی کی یہ نسبت رہنے والی اِک حقیقت ہے
سوا اس کے یہاں جو چیز ہے وہ آنی جانی ہے

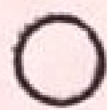
بجز اخواص گو سب کی گزر جاتی ہے غفلت میں
مگر جنت کمانے کا زمانہ تو جوانی ہے

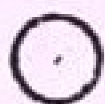
کرم کو دیکھ کر طیبہ میں یہ منھ سے نکلتا ہے
کرم کی ہے فراوانی کہ دریا کی روانی ہے

گناہ گاروں کو یہ نعمت ملی ہے فضلِ خالق سے
کرے گا سرد دوزخ کو یہ آنکھوں کا جو پانی ہے

ہے اُن کی سنتوں کی پیروی میں لطفِ دنیا بھی
یہی اک تجربہ کی بات اپنوں کو سنانی ہے

میں اُن کی جوتیوں کی خاک کے قابل نہیں مرزاؔ
مجھے وہ یاد فرماتے ہیں اُن کی مہربانی ہے





طیبہ میں خدا رکھّے درِ جُود و سخا ہے
پھر در بھی وہ ایسا ہے جو ہر وقت کُھلا ہے

کیوں ہو نہ اِدھر رحمت و انوار کی بارش
اللہ کا محبوبؐ یہاں جلوہ نما ہے

آجاؤ ، چلے آؤ ، یہاں درد کے مارو
ہر درد کی واللہ مدینے میں دوا ہے

اللہ کے محبوب کو ، محبوب ہے طیبہ
اَب سوچیے ، اِس شہر کا پھر مرتبہ کیا ہے

یارب ہو عطا آنکھ ، مدینے کو جو دیکھے
اندھوں کو تو معلوم نہیں سامنے کیا ہے

مرزا جسے کہتے ہیں وہ طیبہ کا ہے منگتا
گھر بار سے بے فکر ہے اس در پہ پڑا ہے





واہ کیا منھ سے اپنے کام لیا
مرتے مرتے بھی اُن کا نام لیا

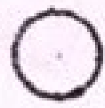
اُس کو دارین کی فلاح ملی
اُن کے دامن کو جس نے تھام لیا

اُس کی عظمت کا کچھ ٹھکانہ ہے
جس نے کوثر کا اُن سے جام لیا

اپنے اعمال سے میں دوزخ میں
گر رہا تھا کرم نے تھام لیا

اُس کو سرکار کیسے بھولیں گے
جس نے نام اُن کا صبح و شام لیا





باتیں بھی مدینے کی، راتیں بھی مدینے کی
جینے میں یہ جینا ہے کیا بات ہے جینے کی

عظمت کے مطابق جب الفاظ نہیں ملتے
تعریف کرے کوئی کس طرح مدینے کی

وہ آنکھوں ہی آنکھوں سے مستانہ بناتے ہیں
زحمت بھی نہیں دیتے میخوار کو پینے کی

یہ زخم ہے طیبہ کا یہ سب کو نہیں ملتا
کوشش نہ کرے کوئی اس زخم کو سینے کی

وہ دل میں جب آتے ہیں قرآن بھی کھلتا ہے
حکمت ہے یہ قدرت کی یہ بات ہے سینے کی

کس وقت مدینے کی گلیوں سے وہ گزرے تھے
اُن گلیوں میں اب تک بھی خوشبو ہے پسینے کی

ہر سال مدینے میں مرزا کو بلاتے ہیں
اس طرح جگاتے ہیں تقدیر کمینے کی





یہ رب کے ہیں اُن کا رب ہے
جن کا رب ہے اُن کا سب ہے

علمِ الٰہی کے مظہر ہیں
پھر بھی اُمّی اُن کا لقب ہے

حاصلِ ایماں اُن کی غلامی
جانِ غلامی اُن کا ادب ہے

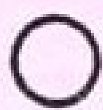
طیبہ میں اپنے لب پہ کوئی
شکوہ نہ آئے بات تو جب ہے

زیرِ نگیں ہے ساری خدائی
پیٹ ہے خالی فقر عجب ہے

آپ کے در کو چھوڑنے والا
دنیا میں بھی چین سے کب ہے

طیبہ میں خوش خوش آکر مرزا
طیبہ سے واپس جانا غضب ہے





بظاہر بشر ہو، رسولِ خدا ہو
خدا جانتا ہے حقیقت میں کیا ہو

اگر خلق پر ہے تمہاری حکومت
تعجب ہے کیا تم حبیبِ خدا ہو

یہ میرا نہیں خود تمہارا ہے کہنا
تمہیں ابتدا ہو تمہیں انتہا ہو

تمہاری زباں سے خدا بولتا ہے
ہمارے لئے تم خدا کی صدا ہو

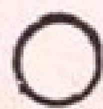
یہ ایمان ہے تم خدا تو نہیں ہو
یہ بہتان ہے تم خدا سے جدا ہو

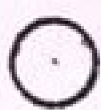
ہے اُمت کو اب اُمتیوں سے خطرہ
بدر والے میدان کی سی دُعا ہو

بلاشبہ وہ جنتی ہے کہ جس نے
دل و جاں سے کہنا تمہارا سُنا ہو

خدا تم کو رکھے ہمیشہ سلامت
غریبوں کے غم خوار مشکل کُشا ہو

بہت دیر سے در پہ مرزا کھڑا ہے
نواسوں کا صدقہ اسے بھی عطا ہو





جامِ اُلفت کا پلایا آپ نے
شُکر ہے اپنا بنایا آپ نے

خوابِ غفلت سے جگایا آپ نے
رب سے بندوں کو ملایا آپ نے

اِس کرم کا شُکر ہو کیسے ادا
مجھ کو طیبہ میں بُلایا آپ نے

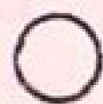
عالمِ ارواح اب تک مست ہے
واہ کیا نغمہ سُنایا آپ نے

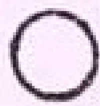
حق یہ ہے کوئی نہیں اِس میں شریک
مرتبہ جو حق سے پایا آپ نے

لاکھوں بِن دیکھے فدا ہیں آپ پر
خوب گرویدہ بنایا آپ نے

چاند سورج بھی اشاروں پر چلے
ہر طرف سکّہ جمایا آپ نے

حاضری میری کرم ہے آپ کا
یاد فرمایا، بلایا آپ نے
جب کبھی مرزا کے آنسو آ گئے
رونے والے کو ہنسایا آپ نے





میرا سر اور اُن کا سنگِ در ہے
میری قسمت کا تارہ اوج پر ہے

میں کیوں حاضر ہوں دنیا بھر کے منگتے
مدینہ پاک جگ داتا کا گھر ہے

کوئی عابد ہے، زاہد، متقی ہے
غرض ہر ایک میں کوئی ہنر ہے

مگر اِن سب میں ایک ایسا بھی تو اک ہے
بڑا بدکار بالکل بے ہنر ہے

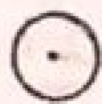
نہیں مایوس ہے وہ بے ہنر بھی
کرم پر آپ کے اُس کی نظر ہے

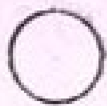
نہ کیوں طیبہ میں ہو رحمت ہی رحمت
یہی اللہ کی رحمت کا گھر ہے

بڑا تقدیر والا ہے وہ بندہ
رسولِ پاک کی جس پر نظر ہے

وہی ہے خیر تُو جس سے ہے راضی
رضا تیری نہ ہو تو خیر، شر ہے

میں تھک کر بھی وہاں بیٹھا ہوں مرزاؔ
میرے سرکار کی جو رہ گذر ہے





مَلَکؑ ہیں بھکاری مَلِکؑ ہیں سوالی
عجب شان کا ہے یہ دربارِ عالی

سروں میں ہے اب سبز گنبد کا سودا
نگاہوں کا مرکز ہے روضے کی جالی

غِنا ہو کہ ہو فقر دونوں عجب ہیں
خدائی ہے قبضہ میں اور پیٹ خالی

امیری میں سب کو فقیری سکھا دی
یہ بے مثل ہیں ہر صفت ہے مثالی

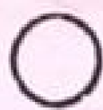
چٹائی پہ ہیں، عرش تک ہے رسائی
نرالے کی ہر ایک ادا ہے نرالی

امیروں کی ہمدرد ہے ساری دنیا
غریبوں کے غم خوار طیبہ کے والی

عبادات پر جن کو ہے ناز سن لیں
تباہی میں ڈالے گی یہ خوش خیالی

سلام اُن پہ مرزاؔ جنھوں نے سکھا دی
یہ دُنیا میں بھی زندگی دین والی





نظر میں ہے کعبہ تو دل میں مدینہ
یہی در حقیقت ہے جینے میں جینا

تڑپتے ہوئے دل کا ہے یہ وظیفہ
مدینہ مدینہ ، مدینہ مدینہ

کرم یہ نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
کہاں وہ مدینہ ، کہاں یہ کمینہ

ہے طیبہ میں اپنی خوشی کا یہ عالم
یہ ہاتھ آگیا جیسے کوئی دفینہ

مرو بھی تو جنت ، جیو بھی تو جنت
مبارک ہے مرنا ، مبارک ہے جینا

الٰہی سلامت رہے سبز گنبد
وہ ہے خاتمِ دل کا گویا نگینہ

پتہ کیا چلے اُس کی گہرائیوں کا
جو سینہ تھا اسرارِ حق کا خزینہ

نگاہِ کرم کی ہے برکت کہ دل میں
نہ بغض و عداوت حسد ہے نہ کینہ

کرم ہے کہ مُہرِ نبوت کی کرنیں
چلی آتی ہیں اَب بھی سینہ بہ سینہ

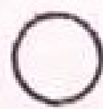
مدینہ میں الحمد للہ مرزا
کٹا سال ہجری کا ہر اک مہینہ

کروڑوں صلوٰۃ و سلام اُن پہ مرزاؔ
کہ جینے کا جس نے سکھایا قرینہ



معروضے

بارگاہِ بیکس پناہ میں



گناہ گار ہوں آنسو بہانے آیا ہوں
میں بختِ خفتہ کو اپنے جگانے آیا ہوں

خدا نے جس کو کہا ہے کہ یہ مرا گھر ہے
اُسی مکان کے چکر لگانے آیا ہوں

یہ بارگاہ میں بگڑی بنائی جاتی ہے
نصیب اپنا یہاں آزمانے آیا ہوں

تمام اپنی خطاؤں کے اعتراف کے ساتھ
درِ حبیب پہ میں سر جھکانے آیا ہوں

پلائیے مجھے سرکار شربتِ دیدار
میں پیاس اپنی نظر سے بجھانے آیا ہوں

درِ حبیبِ خدا ہے یہاں بصد تعظیم
سرِ نیاز میں اپنا جُھکانے آیا ہوں

گنوار ہوں مجھے طرزِ خطاب کیا معلوم
جو حالِ زار ہے اپنا بتانے آیا ہوں

ہمارا کون ہے آقا یہاں تمہارے سوا
تمہیں کو اپنا یہ دُکھڑا سنانے آیا ہوں

ہیں ہر طرف تیری اُمت کے خون کے پیاسے
یہ قصۂ غمِ اُمت سنانے آیا ہوں

دلِ غریب یہ چمن بن گیا ہے داغوں کا
بہار ہے یہ نرالی دکھانے آیا ہوں

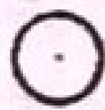
بُرے بہت ہی بُرے ہیں مگر تمہارے ہیں
یہ التجا، یہ گذارش سُنانے آیا ہوں

کرم کی ایک نظر سب مصیبتوں کا علاج
یہی مرادِ دلی ہے جو پانے آیا ہوں

ہماری بدعملی سے حضور ہیں ناراض
بہا بہا کے میں آنسو منانے آیا ہوں

کرم نے اُن کے بنایا مجھے جری مرزا
قصور سارے میں اب بخشوانے آیا ہوں





میرے درد و غم کی یہ داستاں نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں
مجھے میٹنے ہے تُلا جہاں نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

سبھی پیاسے ہیں مرے خون کے ہیں تقاضے اُنکے جنوں کے
نہ رہے جہاں میں مرا نشاں، نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

وہ بہار پر جو تھا گلستاں، اُسی گلستاں میں ہے اب خزاں
ہے تمہیں سے آس یہاں وہاں، نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

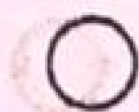
ملے کب سکون پتہ نہیں کہیں سر چھپانے کی جا نہیں
میرا جل رہا ہے اب آشیاں، نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

تم ہی میری آنکھوں کا نور ہو، تمہیں میرے دل کا سرور ہو
ہے نثار تم پہ یہ میری جان، نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

نہ ہوا تمہارا اگر کرم کبھی کم نہ ہوگا یہ میرا غم
میری عمر جائے گی رائیگاں، نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

اُسے مرزاؔ خود بھی ہے جانتا دل و جاں سے اس کو ہے مانتا
نہیں یہ مقامِ چنیں چناں، نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں





یا شفیع الامم، تاجدارِ حرم
غم کے مارے ہیں ہم، ہو نگاہِ کرم

کیا کریں لے کے دنیا میں جاہ و حشم
اپنے کس کام آئے گا یہ جامِ جم
پھر گئی آپ کی جب نگاہِ کرم
ہو گئے پست و محکوم دنیا میں ہم

یا شفیع الامم، تاجدارِ حرم
غم کے مارے ہیں ہم، ہو نگاہِ کرم

ہو اگر بیکسوں پر تمہارا کرم!
پھر نہیں ہے کچھ بھی اندیشۂ بیش و کم
جسم بے جان میں جان آجائے گی
اور کافور ہو جائیں گے سارے غم

یا شفیع الامم، تاجدارِ حرم
غم کے مارے ہیں ہم، ہو نگاہ کرم

ہم کو اقبال ہے، ہم خطا کار ہیں
جو سزا بھی ہو، اس کے سزاوار ہیں

اپنے کرتوت سے، پست ہیں خوار ہیں
نام لیوا تمہارے ہی سرکار ہیں

یا شفیع الامم، تاجدارِ حرم
غم کے مارے ہیں ہم، ہو نگاہِ کرم

ناؤ ہو جائے سرکار، طوفاں کے پار
جیت سے اب بدل جائے اُمت کی ہار

پھر سے مل جائے کھویا ہوا اقتدار
اُجڑے گلشن میں آ جائے تازہ بہار

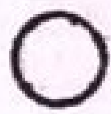
یا شفیع الامم، تاجدارِ حرم
غم کے مارے ہیں ہم، ہو نگاہِ کرم

اپنے دامن میں ہم کو چھپا لیجئے
حشر کی سختیوں سے بچا لیجئے

مستحق تو نہیں اُس کا مرزا مگر
رحم فرما کے اپنا بنا لیجئے

یا شفیع الامم، تاجدارِ حرم
غم کے مارے ہیں ہم، ہو نگاہِ کرم





سرکارؐ کرم کی ایک نظر ــــ سرکارؐ کرم کی ایک نظر
ہاں ایک نظر بس ایک نظر ــــ للّٰہ کرم کی ایک نظر

یہ سب سے ادنیٰ خادم ہے ــــ کرتوت پہ اپنے نادم ہے
حاضر ہے۔ یہاں بادیدۂ تر ــــ سرکارؐ کرم کی ایک نظر

ہاں ایک نظر بس ایک نظر
للّٰہ کرم کی ایک نظر

ملتا ہے ہمیں عظمت کا نشاں ــــ معراج میں پہنچے آپ وہاں
جل جاتے جہاں جبریئل کے پر ــــ سرکارؐ کرم کی ایک نظر

ہاں ایک نظر بس ایک نظر
للّٰہ کرم کی ایک نظر

تم نورِ مجسّم رحمتِ کُل ــــ تم شافعِ محشر عظمتِ کُل
خالق سے ملے کہلا کے بشر ــــ سرکارؐ کرم کی ایک نظر

ہاں ایک نظر بس ایک نظر
للّٰہ کرم کی ایک نظر

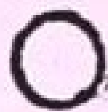
سب عمر میری غفلت میں کٹی   پلّے میں نہیں کوئی نیکی
تقویٰ ہے نہ طاعت ہے نہ ہنر   سرکارؐ کرم کی ایک نظر

ہاں ایک نظر بس ایک نظر
لِلّٰہ کرم کی ایک نظر

سب کہتے ہیں یاں جس کو مرزاؔ   وہ آپؐ کے در کا ہے منگتا
پھرنا نہ پڑے اُس کو دَر دَر   سرکارؐ کرم کی ایک نظر

ہاں ایک نظر بس ایک نظر
لِلّٰہ کرم کی ایک نظر





وداعی کلام

واپسی کا یہاں سے سفر ہے
کیفیت دل کی زیر و زبر ہے

نورِ طیبہ میں کیسے نہ برسے
نور والے کا نوری نگر ہے

نام رکھا ہے جس کا مدینہ
رحمتوں، نعمتوں کا وہ گھر ہے

اُس کی قسمت کا اب پوچھنا کیا
جن پہ اُن کے کرم کی نظر ہے

اہلِ طیبہ جو مجھے چاہتے ہیں
یہ اُنھیں کی دُعا کا اثر ہے

موت طیبہ میں آئے الٰہی
التجا یہ میری مختصر ہے

پھر ملیں گے مدینے میں یارو
زندگی اپنی باقی اگر ہے

یاد فرمائیں گے میرے آقا
بس یہی آس پیشِ نظر ہے

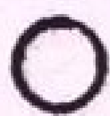
بندگی کا مزہ آرہا ہے
ان کی یہ جو کھٹ ہے اور میرا سر ہے

اُن کے صدقات سب کھا رہے ہیں
سب پہ اُن کے کرم کی نظر ہے

جو بھی جلوہ ہے وہ ہے مثالی
ہر نظر اُن کی پہلی نظر ہے

جا رہا ہے مدینے سے مرزا
دل پریشان ہے آنکھ تر ہے

○



نہ دنیا کی جاہ و حشم چاہتا ہوں
نہ عُقبیٰ کا ناز و نعم چاہتا ہوں

اجازت اگر مرحمت ہو تو کہہ دوں
تمہاری نگاہِ کرم چاہتا ہوں

وہ غم جس پہ قربان دنیا کی خوشیاں
عطا کیجئے میں وہ غم چاہتا ہوں

مجھے بھی عطا ہو عبادت کی لذت
دلِ دردمند آنکھ نم چاہتا ہوں

غلامی میں کٹ جائے یہ زندگانی
نکل جائے قدموں پہ دم چاہتا ہوں

مجھے تعمیلِ سجدہ ریزی کی لذت
تمہارے نشانِ قدم چاہتا ہوں

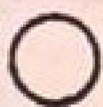
یہ رازِ محبت ہے چُپکے سے کہہ دوں
جبیں تیرے آگے ہو خم چاہتا ہوں

تمہارا کرم ہے تو پھر کیا کمی ہے
خوشی چاہتا ہوں نہ غم چاہتا ہوں

عطا ہو مدینے میں رہنے کی عزت
میں دُنیا میں باغِ اِرم چاہتا ہوں

کریما فقط ہوں، کرم کا میں بھوکا
کرم ہی کرم، دم بہ دم چاہتا ہوں

بہ وقتِ اجل کہہ رہا تھا یہ مرزاؔ
کرم چاہتا ہوں، کرم چاہتا ہوں





نہ کوئی عمل ہے سُنانے کے قابل
نہ منھ ہے تمہارے دکھانے کے قابل

نظر پڑتے ہی پاک دل بول اُٹھا
یہ صورت ہے ایمان لانے کے قابل

شفاعت کے صدقے میں جنت ملے گی
عمل ہیں جہنم میں جانے کے قابل

دکھا سبز گنبد تو بولیں یہ آنکھیں
یہ نقشہ ہے دل میں جمانے کے قابل

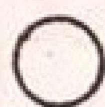
کرم ہی کا صدقہ ہے ورنہ یہ عاصی
کہاں تھا مدینے میں آنے کے قابل

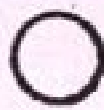
وہ اُمتی ہیں صلی علیٰ پھر بھی اُن کی
غلامی میں ہیں ہر زمانے کے قابل

لگاتے ہیں اُس کو بھی سینے سے آقا
جو ہوتا نہیں مُنھ لگانے کے قابل

ہے بے علم، بے صبر بے چارہ مرزاؔ
نہیں یہ غریب آزمانے کے قابل

کرم نے رکھی لاج سجدوں کی مرزاؔ
یہ سر تھا کہاں آستانے کے قابل





سلام

(بارگاہِ رسالتؐ میں)

سب سے پیارا ہے رب کو محمدؐ کا نام
اُن پہ لاکھوں درود، اُن پہ لاکھوں سلام

جن پہ صلوٰۃِ رب اور ملائک مدام
اُن پہ لاکھوں درود، اُن پہ لاکھوں سلام

وہ حبیبِ خدا ہیں، شفیع الانام
اُن پہ لاکھوں درود، اُن پہ لاکھوں سلام

نعمتیں حق کی جن پر ہوئی ہیں تمام
اُن پہ لاکھوں درود، اُن پہ لاکھوں سلام

خلق میں سب سے اونچا ہے جن کا مقام
اُن پہ لاکھوں درود، اُن پہ لاکھوں سلام

جن کے ہونٹوں کو چومے خدا کا کلام
اُن پہ لاکھوں درود، اُن پہ لاکھوں سلام

جن کے گرویدہ جن و بشر خاص و عام
اُن پہ لاکھوں درود، اُن پہ لاکھوں سلام

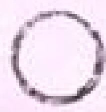
مجھ کو بخشا جنھوں نے محبت کا جام
اُن پہ لاکھوں درود، اُن پہ لاکھوں سلام

یاد جن کی میرے دل میں ہے صبح و شام
اُن پہ لاکھوں درود، اُن پہ لاکھوں سلام

سب کے آقا جو ہیں سب ہیں جن کے غلام
اُن پہ لاکھوں درود، اُن پہ لاکھوں سلام

جن کا مرزاؔ بھی ہے سب سے ادنیٰ غلام
اُن پہ لاکھوں درود، اُن پہ لاکھوں سلام

○



دونوں جہاں کا ہوا جن کے لئے اہتمام
اُن پہ کروڑوں درود، اُن پہ کروڑوں سلام

جن کے لئے عشق کا آگیا گردش میں جام
اُن پہ کروڑوں درود، اُن پہ کروڑوں سلام

ساتھ ہی اللہ کے جن کا بھی آتا ہے نام
اُن پہ کروڑوں درود، اُن پہ کروڑوں سلام

جن کو ملا خلق میں ارفع و اعلیٰ مقام
اُن پہ کروڑوں درود، اُن پہ کروڑوں سلام

عرشِ معلّٰی پہ جو حق سے ہوئے ہم کلام
اُن پہ کروڑوں درود، اُن پہ کروڑوں سلام

چاہے گدا ہو کہ شاہ سب ہیں ان ہی کے غلام
اُن پہ کروڑوں درود، اُن پہ کروڑوں سلام

نعمتیں اللہ کی ہوگئیں جن پر تمام
اُن پہ کروڑوں درود، اُن پر کروڑوں سلام

لاتے تھے روح الامیں جن پہ خدا کا کلام
اُن پہ کروڑوں درود، اُن پہ کروڑوں سلام

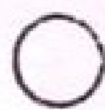
اُمتیوں کا خیال جن کو رہا صبح و شام
اُن پہ کروڑوں درود، اُن پہ کروڑوں سلام

دستِ مُبارک سے خود دیں گے جو کوثر کا جام
اُن پہ کروڑوں درود، اُن پہ کروڑوں سلام

ملجا و ماویٰ ہیں جو اور شفیع الانام
اُن پہ کروڑوں درود، اُن پہ کروڑوں سلام

حق سے رہا رات دن جن کا پیام و سلام
اُن پہ کروڑوں درود، اُن پہ کروڑوں سلام

آگیا مرزاؔ کا بھی جن کے غلاموں میں نام
اُن پہ کروڑوں درود، اُن پہ کروڑوں سلام



سیدِ ابرارؐ پر لاکھوں سلام
احمدِ مختارؐ پر لاکھوں سلام

جنؐ کا سینہ علم کا گنجینہ ہے
صاحبِ اسرارؐ پر لاکھوں سلام

اس رُخِ پُر نور پر بے حد درود
گیسوئے خمدار پر لاکھوں سلام

اُس سے پڑتی ہے تنِ مردہ میں جاں
آپؐ کی گفتار پر لاکھوں سلام

عرش نے بھی جس کے چومے ہیں قدم
ہاشمی سردارؐ پر لاکھوں سلام

علم و حکمت کے گُہر بخشے ہمیں
کانِ گوہر بارؐ پر لاکھوں سلام

دشمنوں کو بد دُعا ہرگز نہ دی
اُن کے اِس انکار پر لاکھوں سلام

جن کے پیارے نام ہیں قرآن میں
لاڈلے دلدار پر لاکھوں سلام

فتح دل کو کرلیا اخلاق سے
تیغِ جوہر دار پر لاکھوں سلام

جادۂ حق سے نہیں سرکے قدم
اُن کی اِس رفتار پر لاکھوں سلام

عاصیوں کے واسطے روتے رہے
اپنے اِس غم خوار پر لاکھوں سلام

آج بھی طیبہ میں ہر سُو نور ہے
اُن در و دیوار پر لاکھوں سلام

نیند میں بھی یادِ حق قائم رہی
ایسے شب بیدار پر لاکھوں سلام

بٹ رہی ہیں آج بھی سب نعمتیں
اُن کے اِس دربار پر لاکھوں سلام

ہاتھ خالی کوئی لوٹا ہی نہیں
اُس سخی سردار پر لاکھوں سلام

جس نے لُوٹے اُن کی اُلفت کے مزے
اُس حسیں کہسار پر لاکھوں سلام

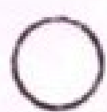
بھیجتا مرزاؔ ہے اب بڑھ کر درود
ذاتِ پُرانوار پر لاکھوں سلام

حاضری دربار کی ہو گی نصیب
بھیجئے سرکارؐ پر لاکھوں سلام

آلؑ پر ازواجؓ پر، اصحابؓ پر
اُن کے سب گھر بار پر لاکھوں سلام

جس کی کُل تخلیق ہے مرزاؔ اسیر
زلفِ عنبر بار پر لاکھوں سلام

○



اے حبیبِ جہاں ، راحتِ قلب وجاں
غم کے مارے ہیں ہم ' اک نگاہِ کرم

محسنِ دو جہاں ، باعثِ کُن فکاں
غم کے مارے ہیں ہم ، اک نگاہِ کرم

رہبرِ کارواں ، منزلِ عاشقاں
غم کے مارے ہیں ہم ، اک نگاہِ کرم

سرورِ قُدسیاں ، عرش کے مہماں
غم کے مارے ہیں ہم ، اک نگاہِ کرم

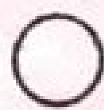
شافعِ عاصیاں ، راحتِ جاوداں
غم کے مارے ہیں ہم ' اک نگاہِ کرم

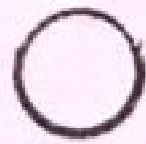
سیدِ انس و جاں ، چارۂ بیکساں
غم کے مارے ہیں ہم ، اک نگاہِ کرم

واقفِ سوزِ جاں ، جانِ تشنہ لباں
غم کے مارے ہیں ہم ' اک نگاہ کرم

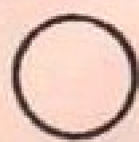
Donated By
Dr. RASHEED MOOSAVI

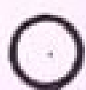
وجہِ رشکِ رواں، میرے آرامِ جاں
غم کے مارے ہیں ہم، اِک نگاہِ کرم
مر کے جائے کہاں چھوڑ کر آستاں
تاجدارِ حرم، اِک نگاہِ کرم





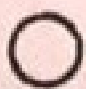
اک حور جیسے جلوہ دکھا کر چلی گئی
گہرائیوں میں دل کی سما کر چلی گئی
چھوٹا درِ حبیب تو محسوس یوں ہوا
جنت ہمارے ہاتھ میں آ کر چلی گئی





حضرت عبدالماجد صاحب دریابادی مدیر "صدقِ جدید" لکھنو نے جلد ۱۴
شمارہ نمبر ۴۱ مطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۶۴ء روز جمعہ کی اشاعت میں حضرت ابوالحسنات
سید عبداللہ شاہ صاحب قبلہ کے وصال کی خبر سن کر حسب ذیل نوٹ تحریر فرمایا۔

"دکن کا آفتابِ طریقت غروب ہوگیا" مولانا ابوالحسنات سید
عبداللہ شاہ صاحب نہ صرف ایک بڑے پایہ کے فاضل اور حدیث و
فقہ میں بالغ النظر تھے اور مشکوٰۃ کی طرز کی ایک جامع کتاب حدیث
موافق مسلک حنفیہ کے مصنف۔ بلکہ طریق نقشبندی کے ایک
بڑے صاحب نسبت بزرگ بھی۔ بیانوے ۹۲ سال کی عمر اور غایت
ضعیف اور نقاہت کے باوجود بھی نماز تہجد کا التزام قائم رکھے ہوئے
تھے۔ ذاتی نیاز کا شرف ایک ہی بار حاصل ہوا۔ آج سے گیارہ مہینے
قبل اکتوبر ۱۹۶۳ء میں وہ بھی گھنٹوں کا نہیں منٹوں کا لیکن وہ چند
منٹ بھی روحانیت بلکہ نورانیت کی خنک تابش کے لحاظ سے
حاصلِ سفرِ حیدرآباد تھے۔ اللہ ان کے ظاہری و باطنی فیوض کو
عام کرے۔ اور حضرتؒ کو زمرۂ صدیقین میں محشور فرمائے۔"



بسم اللہ الرحمن الرحیم



JEDDAH جدہ

بزم عثمانیہ جدہ